اہل اسلام، اہل حق، اہل سُنّت و جماعت

کے سچے معتقدات کے بیان و تبیان پر مشتمل

دس اعقیدے

یعنی

رسالہ مبارکہ نافعہ

اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفٰی والآل والاصحاب

۱۲۹۸ھ

تصنیفِ لطیف

امام اہلسنّت، مجدّدِ دین و ملّت، مؤیّد ملّت طاہرہ اعلیٰحضرت مولٰنا الشاہ

احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی بریلوی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ وافاض علینا نورہٗ

ترزین و ترتیب

خلیل العلماء مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی المارہری

۴۰ اردو

اہل اسلام، اہل حق، اہل سُنّت وجماعت

کے سچے معتقدات کے بیان و تبیان پر مشتمل

دس عقیدے

یعنی

رسالہ مبارکہ نافعہ

اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والآل والاصحاب

۱۲۹۸ھ

تصنیفِ لطیف

امام اہلسنت، مجدد دین وملت، مؤید ملت طاہرہ اعلیٰ حضرت مولٰنا الشاہ

احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی بریلوی قدس اللہ تعالیٰ سرہ وافاض علینا نورہ

تزئین وترتیب

خلیل العلماء مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی المارہری

دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد پاک

نام کتاب — دس عقیدے

تصنیف — اعلیٰ حضرت مولٰینا الشاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ

ترجمہ — مفتی محمد خلیل خاں برکاتی قدس سرہٗ

ناشر — فرید بک سٹال ۴۰۔ اردو بازار لاہور ۲

مطبع — حامد اینڈ کمپنی پرنٹرز لاہور

قیمت — ۵۰/۷ روپے

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

خدا در انتظارِ حمدِ ما نیست　　محمد چشم بر راہِ ثنا نیست
خدا مدح آفرینِ مصطفٰے بس　　محمد حامدِ حمدِ خدا بس
مناجاتے اگر باید بیاں کرد　　بہ بیتے ہم قناعت می تواں کرد
محمد! از تو می خواہم خدا را
الٰہی از تو، حُبِّ مصطفا را

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ۔ وَاٰلِہِ الطَّیِّبِیۡنَ الطَّاهِرِیۡنَ ۔ وَصَحۡبِہِ الۡمُکَرَّمِیۡنَ الۡمُعَظَّمِیۡنَ ۔ وَاَوۡلِیَآءِ اُمَّتِہٖ وَعُلَمَآءِ مِلَّتِہٖ وَعَلَیۡنَا مَعَهُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ



عرضِ مترجم

امام اہل سنت امام احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی بریلوی قدس سرہٗ کے رسالہ مبارکہ "اعتقادالاحباب" کی زیارت و مطالعہ سے یہ فقیر جب پہلی بار حال ہی میں شرفیاب ہوا تو معاً خیال آیا کہ بتوفیقہٖ تعالیٰ اسے نئی ترتیب اور اجمالی تفصیل کے ساتھ عامۃ الناس تک پہنچایا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے عوام بھی فیض پائیں۔ نصرت الٰہی کے بھروسا پر قدم اٹھایا اور بفیضان اساتذہ کرام، نہایت قلیل مدت میں اپنی مصروفیات کے باوجود کامیابی سے سرفراز ہوا۔

میں اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوا؟ اس کا فیصلہ آپ کریں گے اور میری کوتاہ فہمی و قصورِ علمی آپ کے خیال مبارک میں آئے تو اس سے اس ہیچمداں کو مطلع فرمائیں گے۔

اور اس حقیقت کے اظہار میں یہ فقیر فخر محسوس کرتا ہے کہ اس رسالہ مبارکہ میں حاشیے بین السطور اور تشریح مطالب (جو اصل عبارت سے جدا، قوسین میں محدود ہے اور اصل عبارت خط کشیدہ) جو کچھ پائیں گے وہ اکثر و بیشتر مقامات پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ ہی کے کتب و رسائل اور حضرت استاذی، و استاذ العلماء، صدر الشریعۃ مولٰنا الشاہ امجد علی قادری برکاتی رضوی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ کتاب "بہار شریعت" سے ماخوذ ملتقط ہے۔

امید ہے کہ ناظرین کرام اس فقیر کو اپنی دعائے خیر میں یاد فرماتے رہیں گے کہ سفر آخرت درپیش ہے اور یہ فقیر خالی ہاتھ، خالی دامن، بس ایک انھیں کا سہارا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ وہی بگڑی بنائیں گے ورنہ ہم نے تو کمائی سب عیبوں میں گنوائی ہے۔

والسلام

العبد محمد خلیل خاں قادری البرکاتی المارہری عفی عنہ

عقیدۂ اُولیٰ

ذات وصفات باری تعالیٰ

حضرت حق سبحانہ وتبارک وتعالیٰ شانہ واحد ہے (اپنی ربوبیت والوہیت میں۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ یکتا ہے اپنے افعال میں مصنوعات کو تنہا اسی نے بنایا۔ وہ اکیلا ہے اپنی ذات میں۔ کوئی اس کا قسیم نہیں۔ یگانہ ہے اپنی سفات میں۔ کوئی اس کا شبیہ نہیں۔ ذات وصفات میں یکتا و واحد مگر)

نہ عدد سے (کہ شمار وگنتی میں آ سکے اور کوئی اس کا ہم ثانی وجنس کہلا سکے تو اللہ کے ساتھ۔ اس کی ذات وصفات میں، شریک کا وجود، محض وہم انسانی کی ایک اختراع وایجاد ہے)

خالق ہے (ہر شے کا ذوات ہوں خواہ افعال۔ سب اسی کے پیدا کیے ہوئے ہیں)

نہ علت سے (اس کے افعال نہ علت وسبب کے محتاج۔ نہ اس کے فعل کے لیے کوئی غرض۔ کہ غرض اس فائدہ کو کہتے ہیں جو فاعل کی طرف رجوع کرے اور نہ اس کے افعال کے لیے غایت۔ کہ غایت کا حاصل بھی وہی غرض ہے۔

فعّال ہے (ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا۔)

نہ جوارح (وآلات) سے (جب کہ انسان اپنے ہر کام میں اپنے جوارح یعنی اعضائے بدن کا محتاج ہے۔ مثلاً علم کے لیے دل ود ماغ کا۔ دیکھنے اور سننے کیلیے

آنکھ، کان کا۔ لیکن خداوند قدوس کہ ہر پست سے پست آواز کو سنتا، اور ہر باریک سے باریک کو کہ خردبین سے محسوس نہ ہو دیکھتا ہے۔ مگر کان آنکھ سے اس کا سننا دیکھنا اور زبان سے کلام کرنا نہیں کہ یہ سب اجسام ہیں۔ اور جسم وجسمانیات سے وہ پاک۔

قریب ہے (اپنے کمالِ قدرت وعلم ورحمت سے)

نہ (کہ) مسافت سے (کہ اس کا قرب ماپ وپیمائش میں سما سکے)

ملک (دسلطان وشہنشاہ زمین وآسمان) ہے مگر بے وزیر۔ (جیسا کہ سلاطین دنیا کے وزیر باتدبیر ہوتے ہیں کہ اس کے امور سلطنت میں اس کا بوجھ اٹھاتے اور ہاتھ بٹاتے ہیں)

والی (رہے۔ مالک وحاکم علی الاطلاق ہے۔ جو چاہے اور جیسا چاہے کرے مگر)

بے مشیر (نہ کوئی اس کو مشورہ دینے والا۔ نہ وہ کسی کے مشورہ کا محتاج۔ نہ کوئی اس کے ارادے سے اسے باز رکھنے والا۔ ولایت، ملکیت، مالکیت، حاکمیت کے سارے اختیارات اسی کو حاصل۔ کسی کو کسی حیثیت سے بھی اس ذات پاک پر دسترس نہیں ملک وحکومت کا حقیقی مالک کہ تمام موجودات اس کے تحتِ ملک وحکومت ہے اور اس کی مالکیّت وسلطنت دائمی ہے۔ جسے زوال نہیں)۔

حیاتؔ وکلامؔ وسمعؔ وبصرؔ وارادہؔ وقدرتؔ وعلمؔ (کہ اس کے صفات ذاتیہ ہیں اور ان کے علاوہ، تکوین وتخلیق ورزاقیت یعنی مارنا، جلانا صحت دینا، بیمار ڈالنا، غنی کرنا، فقیر کرنا۔ ساری کائنات کی ترتیب فرمانا اور ہر چیز کو بتدریج، درجہ بدرجہ، اس کی فطرت کے مطابق، کمالِ مقدار تک پہنچانا انھیں ان کے مناسبِ احوال روزی رزق مہیا کرنا)

وغیرہا (صفات جن کا تعلق مخلوق سے ہے اور جنھیں صفات اضافیہ اور صفاتِ فعلیہ بھی کہتے ہیں اور جنہیں صفات تخلیق وتکوین کی تفصیل سمجھنا چاہیے۔ اور صفات سلبیّہ یعنی وہ صفات جن سے اللّٰہ تعالیٰ کی ذات منزہ اور مبرّا ہے مثلاً وہ جاہل نہیں عاجز نہیں، بے اختیار و بے بس نہیں۔ کسی کے ساتھ متحد نہیں جیسا کہ برف پانی میں گھل کر ایک ہوجاتا ہے۔ غرض وہ اپنی صفات ذاتیہ۔ صفات اضافیہ اور صفات سلبیّہ)

تمام صفات کمال سے ازلاً ابداً موصوف (رہے)

(اور جس طرح اس کی ذات قدیم ازلی ابدی ہے اس کی تمام صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں اور ذات وصفات باری تعالیٰ کے سوا سب چیزیں حادث و نوپیدا یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں۔ صفات الٰہی کو جو مخلوق کہے یا حادث بتائے گمراہ بے دین ہے)

(اس کی ذات وصفات) تمام شیون (تمام نقائص تمام کوتاہیوں سے) وشین وعیب (ہر قسم کے نقص ونقصان) سے اولاً وآخراً بری۔

(کہ جب وہ مجمع ہے تمام صفات کمال کا۔ جامع ہے ہر کمال وخوبی کا، تو کسی عیب، کسی نقص، کسی کوتاہی کا اس میں ہونا محال۔ بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو نہ نقصان وہ بھی اس کے لیے محال)

ذات پاک اس کی ندّ وضد (نظیر ومقابل)

شبیہ ومثل (مشابہ ومماثل)

کیف وکم (کیفیت ومقدار)

شکل وجسم وجہت ومکان وامد

(غایت وانتہا اور

زمان سے منزہ

(جب عقیدہ یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ قدیم ازلی ابدی ہے اور اس کی تمام صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ ان تمام چیزوں سے جو حادث ہیں یا جن میں مکانیت ہے یعنی ایک جگہ سے دوسری طرف نقل وحرکت۔ یا ان میں کسی قسم کا تغیر پایا جانا۔ یا اس کے اوصاف کا متغیر ہونا۔ یا اس کے اوصاف کا مخلوق کی اوصاف کے مانند ہونا۔ یہ تمام امور اس کے لیے محال ہیں۔ یا یوں کہیے کہ ذات باری تعالیٰ ان تمام حوادث وحوائج سے پاک ہے جو خاصہ بشریت ہیں)

نہ والد ہے نہ مولود

(نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ کسی کا بیٹا کیونکہ کوئی اس کا مجانس وہم جنس نہیں اور چونکہ وہ قدیم ہے اور پیدا ہونا حادث ومخلوق کی شان۔)

نہ کوئی شے اس کے جوڑ کی۔

(یعنی کوئی اس کا ہمتا کوئی اس کا عدیل نہیں۔ مثل ونظیر وشبیہ سے پاک ہے اور اپنی ربوبیت والوہیت میں صفات عظمت وکمال کے ساتھ موصوف)

اور جس طرح ذات کریم اس کی، مناسبت ذوات سے مبرا
اسی طرح صفات کمالیہ اس کی، مشابہت صفات سے معرا۔

(اس کا ہر کمال عظیم اور ہر صفت عالی۔ کوئی مخلوق کیسی ہی اشرف واعلیٰ ہو اس کی شریک کسی حیثیت سے — کسی درجہ میں نہیں ہو سکتی)

مسلمان پر لاآ الٰہ الا اللہ ماننا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو احد صمد، لاشریک لہ جاننا فرض اول ومدار ایمان ہے۔ کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

نہ ذات میں کہ لا الہ الا اللہ (اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں)

نہ صفات میں کہ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۔ اس جیسا کوئی نہیں
نہ اسماء میں کہ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا کیا اس کے نام کا دوسرا جانتے ہو ؟
نہ احکام میں کہ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهٖ اَحَدًا (اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا)
نہ افعال میں کہ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے ۔
نہ سلطنت میں کہ ولم یکن لہ شریك فی الملك اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں ۔

تو جس طرح اس کی ذات اور ذاتوں کے مشابہ نہیں ۔ یوہیں اس کی صفات بھی صفاتِ مخلوق کے مماثل نہیں ۔

اور یہ جو ایک ہی نام کا اطلاق اس پر اور اس کی کسی مخلوق پر دیکھا جاتا ہے جیسے علیم، حکیم، حلیم، کریم، سمیع، بصیر اور ان جیسے اور، تو یہ محض لفظی موافقت ہے ۔ نہ کہ معنوی شرکت ۔ اس میں حقیقی معنی میں کوئی مشابہت نہیں ولہذا مثلاً

اوروں کے علم و قدرت کو
اس کے علم و قدرت سے (محض لفظی یعنی)
فقط ع۔ل۔م ۔ ق۔د۔ر، میں مشابہت ہے (نہ کہ شرکت معنوی)
اس (صوری و لفظی موافقت) سے آگے (قدم بڑھے تو)
اس کی تعالی و تکبر (برتری و کبریائی)
کا سرا پردہ، کسی کو بار نہیں دیتا (اور کوئی اس کی شاہی بارگاہ کے اردگرد بھی نہیں پہنچ سکتا ۔ پرندہ وہاں پر نہیں مار سکتا ۔ کوئی اس میں دخل انداز نہیں)
تمام عزتیں اس کے حضور پست ۔

(فرشتے ہوں یا جن یا انسان یا اور کوئی مخلوق ۔ کوئی بھی اس سے بے نیاز نہیں سب اس کے فضل کے محتاج ہیں ۔ اور زبان حال و قال سے اپنی پستیوں، اپنی احتیاجوں کے

معروف اور اس کے حضور سائل۔ اس کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلائے ہوئے اور ساری مخلوقات
چاہے وہ زمینی ہو یا آسمانی اپنی اپنی حاجتیں اور مرادیں اسی حق تعالیٰ سے طلب کرتی ہے)

اور سب ہستیاں اس کے آگے نیست (نہ کوئی ہستی ہستی، نہ کوئی وجود وجود)

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ

(بقا صرف اس کے وجہ کریم کے لیے ہے باقی سب کے لیے فنا۔ باقی باقی۔ باقی فانی)

وجود واحد (اسی حی و قیوم ازلی ابدی کا)

موجود واحد (وہی ایک حیّ و قیوم ازلی ابدی)

باقی سب اعتبارات ہیں (اعتبار کیجیے تو موجود ورنہ محض معدوم)

ذرات اکوان (یعنی موجودات کے ذرہ ذرہ) کو

اس کی ذات سے ایک نسبت مجہولۃ الکیف ہے (نامعلوم الکیفیت)

جس کے لحاظ سے من و تو (ما و شما اور این و آں) کو

موجود و کائن کہا جاتا (اور ہست و بود سے تعبیر کیا جاتا) ہے۔

(اگر اس نسبت کا قدم درمیان سے اٹھالیں۔ ہست۔ نیست اور بود۔ نابود ہو
جائے کسی ذرہ موجود کا وجود نہ رہے۔ کہ اس پر ہستی کا اطلاق روا ہو)

اور اس کے آفتاب وجود کا ایک پرتو (ایک ظل ایک عکس ایک شعاع)
ہے کہ۔

کائنات کا ہر ذرّہ نگاہ ظاہر بین میں جلوہ آرائیاں کر رہا ہے۔

(اور اس تماشا گاہ عالم کے ذرہ ذرہ سے اس کی قدرتِ کاملہ کے جلوے
ہویدا ہیں)۔

اگر اس نسبت و پرتو سے۔

(کہ ہر ذرہ کون و مکان کو۔ اس آفتاب وجود حقیقی سے حاصل ہے)

قطع نظر کی جائے (اور ایک لحظہ کو اس سے نگاہ ہٹالی جائے)

تو عالم ایک خوابِ پریشاں کا نام رہ جائے۔

ٹھو کا میدان۔ عدم بحت کی طرح سنسان (محض معدوم و یکسر ویران) تو مرتبہ

وجود میں صرف ایک ذاتِ حق ہے باقی سب اسی کے پرتو وجود سے موجود ہیں۔ مرتبہ

کون میں نور امدی آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے۔ اس نسبتِ فیضان کو

قدم، درمیان سے نکال لیں تو عالم دفعۃً فنائے محض ہو جائے کہ اسی نور کے متعدد

پرتوں نے بے شمار نام پائے ہیں۔ ذات باری تعالیٰ واحدِ حقیقی ہے۔ تغیر و اختلاف کو

اصلاً اس کے سراپردہ عزت کے گرد بار نہیں۔ پر مظاہر کے تعدّد سے یہ مختلف صورتیں،

بے شمار نام، بے حساب آثار پیدا ہیں۔ نور احدیت کی تابش غیر محدود ہے۔ اور

چشم جسم و چشم عقل دونوں وہاں نابینا ہیں۔ اور اس سے زیادہ، بیان سے باہر،

عقل سے وراء ہے)

موجود واحد ہے نہ وہ واحد جو چند (ابعاض و اجزاء) سے مل کر مرکب ہوا۔

(اور شی واحد کا نام اس پر روا ٹھہرا۔)

نہ وہ واحد جو چند کی طرف تحلیل پائے

(جیسا کہ انسانِ واحد یا شی واحد کہ گوشت پوست و خون و استخواں وغیرہا اجزاء

و ابعاض سے ترکیب پاکر مرکب ہوا اور ایک کہلایا۔ اور اس کی تحلیل و تجزی اور تجزیہ،

انھیں اعضاء و اجزاء و ابعاض کی طرف ہوگا جن سے اس نے ترکیب پائی اور مرکب

کہلایا۔ کہ یہی جسم کی شان ہے۔ اور ذات باری تعالیٰ عزّ شانہ جسم و جسمانیات سے

پاک و منزہ ہے)

نہ وہ واحد، جو بہ تہمت حلول عینیّت

(کہ اس کی ذات قدسی صفات پر یہ تہمت لگائی جائے کہ وہ کسی چیز میں حلول

کیے ہوئے یا اس میں سمائی ہوئی ہے یا کوئی چیز اس کی ذات احدیت میں حلول کیے ہوئے اور اس میں پیوست ہے اور یوں معاذ اللہ وہ)

اوجِ وحدت (وحدانیت و یکتائی کی رفعتوں) سے

حضیضِ اثنینیت (دوئی اور اشتراک کی پستیوں میں اتر)

آئے۔ ھو ولا موجود الا ھو

آیۂ کریمہ سبحانہ و تعالیٰ عما یشرکون

(پاکی اور برتری ہے اسے ان شریکوں سے۔)

جس طرح شرک فی الالوہیت کو رد کرتی ہے۔

(اور بتاتی ہے کہ خداوند قدوس کی خدائی اور اس معبود برحق کی الوہیت و ربوبیت میں کوئی شریک نہیں۔ هُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ۔ وہی آسمان والوں کا خدا اور وہی زمین والوں کا خدا۔ تو نفس الوہیت و ربوبیت میں کوئی اس کا شریک کیا ہوتا؟ اس کی صفات کمال میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں۔ لیس کمثلہ شیٔ اس جیسا کوئی نہیں)

یونہی (یہ آیۂ کریمہ) اشتراک فی الوجود کی نفی فرماتی ہے۔

(تو اس کی ذات بھی منزہ اور اس کی تمام صفات کمال بھی مبرا ان تمام نالائق امور سے جو اہل شرک و جاہلیت اس کی جانب منسوب کرتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ وجود اسی ذات برحق کے لیے ہے۔ باقی سب ظلال و پرتو۔

ھ

غیرتش غیر در جہاں نہ گذاشت

لاجرم عین جملہ معنی شد

(اور وحدت الوجود کے جتنے معنی اور جس قدر مفاہیم عقل میں آسکتے ہیں وہ یہی ہیں کہ وجود واحد، موجود واحد، باقی سب اسی کے مظاہر اور آئینے کہ اپنی حدذات میں اصلاً وجود وہستی سے بہرہ نہیں رکھتے۔ اور حاش ثم حاش۔ یہ معنی ہرگز نہیں کہ من و تو، ما و شما، این و آں، ہر شے خدا ہے۔ یہ اہلِ اتحاد کا قول ہے جو ایک فرقہ کافروں کا ہے۔ اور پہلی بات مذہب ہے اہل توحید کا۔ کہ اہل اسلام و صاحب ایمان حقیقی ہیں)



عقیدۂ ثانیہ[۲]

سب سے اعلیٰ، سب سے اَولیٰ

بایں ہمہ

(کہ اس کی ذات کریم دوسری ذات کی مناسبت سے معرّا ہے اور اس کی صفاتِ عالیہ اوروں کی صفات کی مشابہت سے مبرّا)

اس نے اپنی حکمت کاملہ (ورحمت شاملہ) کے مطابق

عالم (یعنی ماسوی اللہ) کو جس طرح وہ (اپنے علم قدیم ازلی سے) جانتا ہے۔ ایجاد فرمایا

(تمام کائنات کو خلعت وجود بخشا۔ اپنے بندوں کو پیدا فرمایا انھیں، کان، آنکھ ہاتھ، پاؤں، زبان وغیرہ عطا فرمائے اور انھیں کام میں لانے کا طریقہ الہام فرمایا۔ پھر اعلیٰ درجہ کے شریف جوہر، یعنی عقل سے ممتاز فرمایا جس نے تمام حیوانات پر انسان کا مرتبہ بڑھایا۔ پھر لاکھوں باتیں ہیں جن کا عقل ادراک نہیں کر سکتی تھی۔ لہذا انبیاء بھیج کر کتابیں اتار کر، ذرا ذرا سی بات بتادی۔ اور کسی کو عذر کی کوئی جگہ باقی نہ چھوڑی)

اور مکلفین کو

(جو تکلیف شرعی کے اہل، امر ونہی کے خطاب کے قابل، بالغ عاقل ہیں)

اپنے فضل وعدل سے دو فرقے کر دیا

فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ (ایک جنتی وناجی، جس نے حق قبول کیا)

وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ (دوسرا جہنمی و ہالک جس نے قبول حق سے جی چرایا)

اور جس طرح پر تو وجود (موجود حقیقی جل جلالہٗ)

سے سب نے بہرہ پایا (اور اسی اعتبار سے وہ ہست و موجود کہلایا)

اسی طرح فریق جنت کو، اس کے صفات کمالیہ سے نصیبہ خاص ملا۔

(دنیا و آخرت میں اس کے لیے فوز و فلاح کے دروازے کھلے اور علم و فضل خاص کی دولتوں سے اس کے دامن بھرے)

دبستان (مدرسہ) عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ

(اور دارالعلوم عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ)

میں تعلیم فرمایا (کہ جو کچھ وہ نہ جانتا تھا اسے سکھایا پھر)

وَكَانَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا نے اور رنگ آمیزیاں کیں۔

(کہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم اس پر جلوہ گستر رہا۔ مولائے کریم نے گوناگوں نعمتوں سے اسے نوازا۔ بے شمار فضائل و محاسن سے اسے سنوارا۔ قلب و قالب، جسم و جاں، ظاہر و باطن کو رذائل اور خصائل قبیحہ مذمومہ سے پاک صاف اور محامد و اخلاق حسنہ سے اسے آراستہ و پیراستہ کیا۔ اور قربت خداوندی کی راہوں پر اسے ڈال دیا)

اور یہ سب تصدق (صدقہ و طفیل)

ایک ذات جامع البرکات کا تھا جسے اپنا محبوب خاص فرمایا۔

(مرتبہ محبوبیت کبریٰ سے سرفراز فرمایا کہ تمام خلق حتیٰ کہ نبی و مرسل و ملک مقرب جویائے رضائے الٰہی ہے اور وہ ان کی رضا کا طالب)

مرکز دائرہ (کن) دوائرہ مرکز کاف و نون بنایا

اپنی خلافت کاملہ کا

خلعت رفیع المنزلت، اس کے قامتِ موزوں پر سجایا۔

کہ تمام افرادِ کائنات، اس کے ظلِ ظلیل (سایہ ممدود رافت) اور ذیلِ جلیل

(دامن معمور رحمت) میں آرام کرتے ہیں۔

اعاظم مقربین (کہ اس کی بارگاہ عالی جاہ میں قرب خاص سے مشرف ہیں)

(ان) کو (بھی) جب تک اس مامن جہاں (پناہ گاہِ کون ومکان) سے

توسل نہ کریں۔

(انھیں اس کی جناب والا میں وسیلہ نہ بنائیں)

بادشاہ (حقیقی عز اسمہ وجل مجدہ) تک پہنچنا ممکن نہیں

کنجیاں، خزائنِ علم وقدرت

تدبیر وتصرف کی، اس کے ہاتھ میں رکھیں۔

عظمت والوں کو مہ پارے (چاند کے ٹکڑے۔ روشن تارے)

اور اس کو اس نے آفتاب عالم تاب کیا۔

کہ اس سے اقتباس انوار کریں

(عرفان ومعرفت کی روشنیوں سے اپنے دامن بھر لیں)

اور اس کے حضور انا زبان پر

(اور اپنے فضائل ومحاسن، ان کے مقابل، شمار میں) نہ لائیں

اس (محبوب اجل واعلیٰ) کے سراپردۂ عزت واجلال کو،

وہ عزت ورفعت بخشی کہ عرش عظیم جیسے ہزاراں ہزار

اس میں یوں گم ہو جائیں جیسے

بیدائے ناپیدا کنار (وسیع وعریض بیابان، جس کا کنارا نظر نہ آئے اس)

میں ایک شلنگ ذرہ کم مقدار

(کہ لق ودق صحرا میں، اس کی اڑان کی کیا وقعت اور کیا قدر ومنزلت)

علم وہ وسیع وغزیر (کثیر در کثیر) عطا فرمایا کہ

علوم اولین وآخرین، اس کے بحر علوم کی نہریں،

یا جوشش فیوض کے چھینٹے قرار پائے

(شرق تا غرب، عرش تا فرش انھیں دکھایا۔ ملکوت السموات والارض کا شاہد بنایا۔ روز اوّل سے روز آخر تک کا سب ماکان ومایکون انھیں بتایا۔)

ازل سے ابد تک، تمام غیب وشہادت (غائب وحاضر) پر اطلاع تام

(وآگاہی تمام انھیں) حاصل۔ اِلّا ماشاء اللّٰہ۔

(اور ہنوز ان کے احاطہ علم میں وہ ہزار در ہزار، بے حد بے کنار سمندر لہرا رہے ہیں جن کی حقیقت وہ جانیں یا ان کا عطا کرنے والا۔ ان کا مالک ومولیٰ جلّ وعلا)

بصر (ونظر) وہ محیط (اور اس کا احاطہ اتنا بسیط)

کہ شش جہت (پس وپیش، چپ وراست، زیر وبالا)

اس کے حضور (ان کی نگاہوں کے روبرو، ایسے ہیں جیسے)

جہت مقابل (کہ بصارت کو ان پر اطلاع تام حاصل)

دنیا اس کے سامنے اٹھالی۔

کہ تمام کائنات تا بروز قیامت، آن واحد میں پیش نظر

(تو وہ دنیا کو اور جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے اپنی ہتھیلی کو، اور ایمانی نگاہوں میں، نہ یہ قدرت الٰہی پر دشوار نہ عزت ووجاہت انبیاء کے مقابل بسیار)

سمع والا کے نزدیک

پانچ سو برس راہ کی صدا، جیسے کان پڑی آواز ہے۔

اور (بعطائے قادر مطلق) قدرت (واختیارات) کا تو کیا پوچھنا؟

کہ قدرت قدیر علی الاطلاق جل وجلالہ کی نمونہ و آئینہ ہے۔

عالم علوی و سفلی (اقطار و اطراف زمین و آسمان) میں اس کا حکم جاری۔

فرمانروائی کن کو اس کی زباں کی پاسداری۔

مردہ کو قم کہیں (کہ بحکم الٰہی کھڑا ہو جا تو وہ) زندہ۔

اور چاند کو اشارہ کریں (تو) فوڑا دوپارہ ہو۔

جو (یہ) چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے۔

کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔

منشور خلافت مطلقہ (تامّہ، عامّہ، شاملہ، کاملہ) و تفویض تام (کا فرمان شاہی)

ان کے نام نامی (اسم گرامی) پر پڑھا گیا۔

اور سکہ خطبہ ان کا ملاءِ ادنیٰ سے عالم بالا تک جاری ہوا۔

(تو وہ اللہ عزّ وجل کے نائب مطلق ہیں اور تمام ماسوی اللہ، تمام عالم ان کے تحت تصرف ان کے زیر اختیار، ان کے سپرد کہ جو چاہیں کریں جسے جو چاہیں دیں۔ اور جس سے جو چاہیں واپس لیں۔ تمام جہان میں کوئی ان کا حکم پھیرنے والا نہیں اور ہاں کوئی کیونکر، ان کا حکم پھیر سکے کہ حکم الٰہی کسی کے پھیرے نہیں پھرتا۔

تمام جہان ان کا محکوم اور تمام آدمیوں کے وہ مالک، جو انھیں اپنا مالک نہ جانے حلاوتِ سُنّت سے محروم۔ ملکوت السمٰوات والارض ان کے زیر فرمان۔ تمام زمین ان کی مِلک اور تمام جنت ان کی جاگیر)

دنیا و دیں میں جو جسے ملتا ہے ان کی بارگاہ عرش اشتباہ سے ملتا ہے۔

جنت و نار کی کنجیاں دست اقدس میں دے دی گئیں۔ رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و آخرت حضور ہی کی عطا کا ایک حصہ ہے۔ ۵

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا

تو تمام ماسوی اللہ نے جو نعمت، دنیاوی و اخروی، جسمانی یا روحانی، چھوٹی یا بڑی پائی انھیں کے دستِ عطا سے پائی۔ انھیں کے کرم، انھیں کے طفیل، انھیں کے واسطے سے ملی۔ اللہ عطا فرماتا ہے۔ اوران کے ہاتھوں ملا، ملتا ہے اور ابدالآباد تک ملتا رہے گا۔ جس طرح دین و ملت، اسلام و سنت، صلاح و عبادت، زہد و طہارت اور علم و معرفت، ساری دینی نعمتیں ان کی عطا فرمائی ہوئی ہیں۔ یونہی مال و دولت، شفاء و صحت عزت و رفعت اور فرزند و عشرت یہ سب دنیاوی نعمتیں بھی انھیں کے دستِ اقدس سے ملی ہیں۔

قال الرضا ؎

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط، یہ ہوس بے بصر کی ہے

وقال الفقیر ؎

بے ان کے توسل کے، مانگے بھی نہیں ملتا
بے ان کے توسط کے، پرسش ہے نہ شنوائی

وہ بالا دست حاکم کہ تمام ماسوی اللہ، ان کا محکوم اور ان کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں۔

(ملکوت السموات والارض میں ان کا حکم جاری ہے۔ تمام مخلوق الٰہی کو، ان کے لیے حکم اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ وہ خدا کے ہیں اور جو کچھ خدا کا ہے۔ سب ان کا ہے ؎

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں، میرا، تیرا

(جو سر ہے ان کی طرف جھکا ہوا اور جو ہاتھ ہے وہ ان کی طرف پھیلا ہوا)

سب ان کے محتاج اور وہ خدا کے محتاج

(وہی بارگاہ الٰہی کے وارث ہیں اور تمام عالم کو انھیں کی وساطت سے ملتا ہے)

قرآن عظیم ان کی مدح وستائش کا دفتر (اور)

نام ان کا ہر جگہ نامِ الٰہی کے برابر ؎

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پہ

ذکر اونچا ہے ترا، بول ہے بالا تیرا

احکام تشریعیہ۔ شریعت کے فرامین، اوامر و نواہی سب ان کے قبضہ میں، سب ان کے سپرد، جس بات میں جو چاہیں ——— اپنی طرف سے حکم فرمادیں وہی شریعت ہے جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں۔ اور جس کے لیے جو کچھ چاہیں حلال کردیں اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں وہی شرع ہے۔

غرض وہ کارخانہ الٰہی کے مختار کُل ہیں۔ اور خسروان عالم اس کے دست نگر و محتاج)

(وہ کون؟) اعنی سید المرسلین (رہبر رہبراں)

خاتم النبیین (خاتم پیغمبراں) رحمۃ للعالمین (رحمتِ ہر دو جہاں)

شفیع المذنبین (شافع خطا کاراں)

قائد الغر المحجلین (ہادی نوریاں و روشن جبیناں)

سرّ اللہ المکنون (رب العزت کا راز سربستہ)

دُرّ اللہ المخزون (خزانہ الٰہی کا موتی، قیمتی و پوشیدہ)

سُرُور القلب المحزون (ٹوٹے دلوں کا سہارا)

عالم ما کان وما یکون (ماضی و مستقبل کا واقف کار)

تاج الاتقیاء (نیکو کاروں کے سر کا تاج)

نبی الانبیاء (تمام نبیوں کا سرتاج)

مُحَمَّدٍ نِ (المُصْطَفٰی) رَسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلَّمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

بایں ہمہ (فضائل جمیلہ و فواضل جلیلہ و محاسن حمیدہ و محامد محمودہ وہ)

خدا کے بندۂ و محتاج ہیں

(اور یَسْئَلُهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے مصداق)

حَاشَ لِلّٰهِ کہ عینیت یا مثلیت کا گمان (توگمان)

(یہ وہم بھی کہ ان کی ذات کریم، ذات الٰہی شانہٗ کی عین یا اس کے مثل و مماثل یا شبیہ و نظیر ہے)

کافر کے سوا، مسلمان کو ہوسکے۔

خزانہ قدرت میں ممکن (وحادث و مخلوق) کے لیے جو کمالات

متصور تھے (تصور و گمان میں آسکتے تھے یا آسکتے ہیں) سب پائے۔

کہ دوسرے کو ہم عنانی (وہمسری اور ان مراتب رفیعہ میں برابری) کی مجال نہیں

مگر دائرۂ عبدیت و افتقار (بندگی و احتیاج) سے

قدم نہ بڑھا، نہ بڑھا سکے۔ اَلْعَظْمَةُ لِلّٰهِ

خدائے تعالیٰ سے ذات و صفات میں مشابہت (و مماثلت) کیسی۔

(اس سے مشابہ و مماثل ہونے کا شبہ بھی اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل ایمان منزل میں اس کا خطرہ گذر سکے۔ جب کہ اہل حق کا ایمان ہے کہ حضور اقدس سرورِ عالم، عالمِ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ و بارک وسلم، ان احسانات الٰہی کا جو بارگاہِ الٰہی سے ہر آن، ہر گھڑی، ہر لحظہ، ہر لمحہ ان کی بارگاہِ بیکس پناہ پر مبذول رہتی ہے۔ ان انعامات اور ان)

نعمائے خداوندی کے لائق جو شکر و ثنا ہے اسے پورا پورا بجا نہ لا سکے۔

نہ ممکن کہ بجا لائیں

کہ جو شکر کریں وہ بھی نعمت آخر

موجب شکر دیگر الامالا نہایۃ لہٗ

نعوذ انضال خداوندی (ربانی نعمتیں اور بخششیں خصوصاً آپ پر) غیر متناہی ہیں۔

(ان کی کوئی حد و نہایت نہیں۔ انھیں کوئی گنتی و شمار میں نہیں لا سکتا)

قال اللہ تعالیٰ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى

(اے نبی بے شک ہر آنے والا لمحہ، تمھارے لیے، گزرے ہوئے لمحہ سے بہتر ہے اور ساعت بساعت آپ کے مراتب رفیعہ، ترقیوں میں ہیں)

مرتبہ "قاب قوسین او ادنیٰ" کا پایا۔

(اور یہ وہ منزل ہے کہ نہ کسی نے پائی اور نہ کسی کے لیے ممکن ہے اس تک رسائی وہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ شب اسریٰ مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہ گیا)

قسم کھانے کو فرق کا نام رہ گیا ؎

کمان امکاں کے جھوٹے نقطو! تم اوّل آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے، کدھر گئے تھے

دیدار الٰہی بچشم سر دیکھا۔ کلام الٰہی بے واسطہ سنا

(بدن اقدس کے ساتھ۔ بیداری میں اور یہ وہ قرب خاص ہے کہ کسی نبی مرسل و ملک مقرب کو بھی نہ کبھی حاصل ہوا اور نہ کبھی حاصل ہو)

محمل لیلیٰ (ادراک سے ماوراء) کروڑوں منزل سے کروڑوں منزل (دور)

(اور) خرد خردہ میں (عقل نکتہ دان، دقیقہ شناس) دنگ ہے۔

(کوئی جانے تو کیا جانے اور کوئی خبر دے تو کیا خبر دے)۔

نیا سماں ہے نیا رنگ ہے
(ہوش وحواس، ان وسعتوں میں گم اور دامان نگاہ تنگ)
قُرب میں بُعد (نزدیکی میں دوری)
بُعد میں قُرب (دوری میں نزدیکی)
وصل میں ہجر (وصال میں فرقت)
ہجر میں وصل (فرقت میں وصال) سے
(عجیب گھڑی تھی کہ وصل وفرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے)
(عقل وشعور کو خود اپنا شعور نہیں۔ دست وپابستہ، خود گم کردہ حواس ہے۔ ہوش و خرد کو خود اپنے لالے پڑے ہیں۔ وہم وگمان دوڑیں تو کہاں تک پہنچیں۔ ٹھوکر کھائی اور گرے) سے

سراغ این ومتیٰ کہاں تھا۔ نشان کیف والی کہاں تھا
نہ کوئی راہی، نہ کوئی ساتھی، نہ سنگ منزل، نہ مرحلے تھے
(جس راز کو اللہ جل شانہٗ ظاہر نہ فرمائے بے بتائے کس کی سمجھ میں آئے اور کسی بے وقار کی کیا مجال کہ درون خانہ خاص تک قدم بڑھائے)
گوہر شنا در دریا (گویا موتی پانی میں تیر رہا ہے)
مگر (یوں کہ) صدف (یعنی سیپی) نے وہ پردہ ڈال رکھا ہے۔
کہ نم سے آشنا نہیں (قطرہ تو قطرہ۔ نمی سے بھی بہرہ ور نہیں)
اے جاہلِ ناداں! علم (وکنہ حقیقت) کو علم والے پر چھوڑ
اور اس میدان دشوار جولان سے
(جس سے سلامتی سے گزر جانا، جوئے شیر لانا ہے اور سخت مشقتوں میں پڑنا)
سمندِ بیان (کلام وخطاب کی تیز وطرار سواری) کی عنان (باگ ڈور) موڑ

(اس والا جناب کی رفعتوں، منزلتوں اور قربتوں کے اظہار کے لیے)

زبان بند ہے پر اتنا کہتے ہیں کہ

خلق کے آقا ہیں، خالق کے بندے

عبادت (و پرستش) ان کی کفر (اور ناقابل معافی جرم)

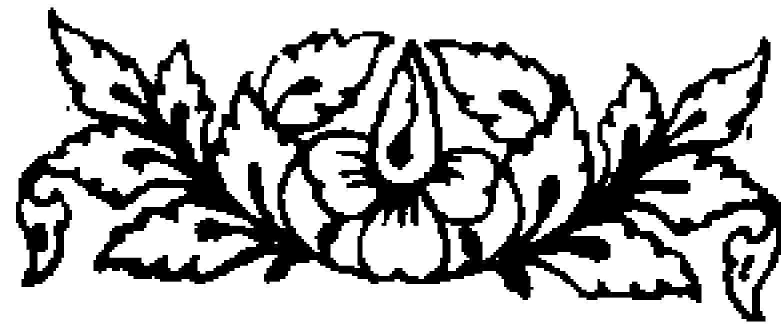
اور بے ان کی تعظیم کے حبط (برباد۔ ناقابل اعتبار۔ منہ پر مار دیے جانے کے قابل)

ایمان ان کی محبت و عظمت کا نام

(اور فعل تعظیم، بعد ایمان، ہر فرض سے مقدم)

اور مسلمان وہ جس کا کام ہے، نام خدا کے ساتھ، ان کے نام پر تمام

وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ الْاَنَامِ وَالْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ عَلَی الدَّوَامِ



عقیدۂ ثالثہ ۳

صدر نشینانِ بزمِ عزّوجاہ

اس جناب عرش قباب کے بعد

(جن کے قبۂ اطہر اور گنبد انور کی رفعتیں، عرش سے ملتی ہیں)

مرتبہ اور انبیاء و مرسلین کا ہے صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین

کہ باہم ان میں تفاضل (اور بعض کو بعض پر فضیلت)

مگر ان کا غیر، گو کسی مرتبہ ولایت تک پہنچے۔

فرشتہ ہو (اگرچہ مقرب) خواہ آدمی۔

صحابی ہو خواہ اہل بیت (اگرچہ مکرم تر و معظم ترین)

ان کے درجے تک (اس غیر کو) وصول محال۔

جو قرب الٰہی انھیں حاصل، کوئی اس تک فائز نہیں۔

اور جیسے یہ خدا کے محبوب، دوسرا ہرگز نہیں۔

یہ وہ صدر (و بالا) نشینانِ بزمِ عزّوجاہ ہیں۔

(اور والا مقامانِ محفل عزت و وجاہت اور مقربان حضرت عزت)

کہ رب العالمین تبارک وتعالیٰ خود ان کے مولیٰ و سردار

(نبی مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام الیٰ یوم القرار) کو حکم فرماتا ہے۔

اولٰئک الذین ھدی اللہ فبھدٰھم اقتدہ۔

(اللہ، اللہ! کوئی کیا اندازہ کرسکتا ہے اس مقدس ذات، برگزیدہ صفات کا جسے اس کے رب تبارک وتعالیٰ نے، محامد جمیلہ، محاسن جلیلہ، اخلاق حسنہ، خصائل محمودہ سے نوازا، سراقدس پر محبوبیت کبریٰ کا تاج والا ابتہاج رکھا۔ جسے خلافت عظمیٰ کا خلعت والا مرتبت پہنایا۔ جن کے طفیل ساری کائنات کو بنایا جس کے فیوض وبرکات کا دروازہ، تمام ماسوی اللہ کو دکھایا۔)

(انھیں سے یہ خطاب فرمایا کہ)

یہ وہ ہیں جنھیں خدا نے راہ دکھائی، تو تو اُن کی پیروی کر۔

اور فرماتا ہے فَاتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا

تو پیروی کر شریعت ابراہیم کی۔ جو سب ادعیان باطلہ سے کنارہ کش ہو کر دین حق کی طرف جھک آیا۔

(غرض انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام الیٰ یوم الدین میں سے، ہر نبی، ہر رسول، بارگاہ عزت جل مجدہ میں بڑی عزت ووجاہت والا ہے اور اس کی شان بہت رفیع۔ ولہذا ہر نبی کی تعظیم فرض عین بلکہ اصل جملہ فرائض ہے اور)

ان کی ادنیٰ توہین مثل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، کفر قطعی

(ان میں سے کسی کی تکذیب وتنقیص، کسی کی اہانت، کسی کی بارگاہ میں ادنیٰ گستاخی ایسے ہی قطعًا کفر ہے جیسے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب پاک میں گستاخی و دریدہ دہنی والعیاذ باللہ تعالیٰ)

اور کسی کی نسبت، صدیق ہوں خواہ مرتضیٰ رضی اللہ عنہما

ان (حضرات قدسی صفات) کی خادمی وغاشیہ برداری۔

(اطاعت وفرمانبرداری کہ یہ ان کے پیش خدمت واطاعت گزار ہیں، اس) سے بڑھا کر (افضلیت وبرتری درکنار) دعویٔ ہم سری۔

(کہ یہ بھی مراتب رفیعہ اور ان کے درجات علیہ میں ان کے ہمسر و برابر ہیں)

محض بے دینی (الحاد و زندیقی ہے)

جس نگاہ اجلال و توقیر (تکریم و تعظیم) سے انھیں دیکھنا فرض

(ہے اور دائمی فرض)

حاشا کہ اس کے سو حصّے سے ایک حصّہ (۱/۱۰۰) دوسرے کو دیکھیں

آخر نہ دیکھا کہ صدّیق و مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

جس سرکارِ ابد قرار (دہتر ہر کار) کے غلام ہیں، اسی کو حکم ہوتا ہے

ان کی راہ پر چل اور ان کی اقتداء سے نہ نکل

(تا بہ دیگراں چہ رسد

اے عقل خبردار! یہاں مجال دم زدن نہیں)



عقیدۂ رابعہ

اعلیٰ طبقہ، ملائکہ مقرّبین

ان (انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے بعد اعلیٰ طبقہ ملائکہ مقربین کا ہے
مثل ساداتنا و موالینا (مثلاً ہمارے سرداروں اور پیش رو مددگاروں میں سے حضرت)
جبرائیل (جن کے ذمہ پیغمبروں کی خدمت میں وحی الٰہی لانا ہے)
وحضرت میکائیل (جو پانی برسانے اور مخلوق خدا کو روزی پہنچانے پر مقرر ہیں)
و (حضرت) اسرافیل (جو قیامت کو صور پھونکیں گے)
و (حضرت) عزرائیل (جنھیں قبض ارواح کی خدمت سپرد کی گئی ہے)
وحملۂ (یعنی حاملان) عرش جلیل صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔
ان کے علو شان و رفعت مکان (شوکت و عظمت اور عالی مرتبت) کو بھی کوئی
ولی نہیں پہنچتا (خواہ کتنا ہی مقرب بارگاہ احدیت ہو)
اور ان کی جناب میں گستاخی کا بھی بعینہٖ وہی حکم
(جو انبیاء و مرسلین کی رفعت پناہ بارگاہوں میں گستاخی کا ہے کہ کفر قطعی ہے)
(ان ملائکہ مقربین میں بالخصوص)
جبرئیل علیہ السلام مِنْ وَجْہٍ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے استاذ ہیں[۱]

---

[۱] قال الامام الفخر الرازی وقولہ شدید القوی۔ فیہ فوائد الاولی ان مدح المعلم (باقی آگے)

قال تعالیٰ علمہ شدید القوٰی

(سکھایا ان کو یعنی سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سخت قوتوں والے طاقتور نے"
یعنی جبرائیل علیہ السلام نے جو قوت واجلال خداوندی کے مظہر اتم۔ قوت جسمانی وعقل ونظر
کے اعتبار سے کامل۔ وحی الٰہی کے بار کے متحمل، چشم زدن میں، سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ جانے
والے جنکی دانش مندی اور فراست ایمانی کا یہ عالم کہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام
کی بارگاہوں میں وحی الٰہی لے کر نزول اجلال فرماتے اور پوری دیانتداری سے اس امانت کو
اداکرتے رہے)

پھر وہ کسی کے شاگرد کیا ہوں گے
جسے ان کا استاذ بنلئیے اسے سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا استاذ الاستاذ ٹھہرائیے
یہ وہی ہیں جنھیں حق تبارک وتعالیٰ رسول کریم مکین امین فرماتا ہے۔۔

(کہ وہ عزت والے مالک عرش کے حضور بڑی عزّت والے ہیں ملاء اعلیٰ کے مقتداء
کہ تمام ملائکہ ان کے اطاعت گذار وفرماں بردار، وحی الٰہی کے امانت دار، کہ ان کی
امانت میں کسی کو مجال حرف زدن نہیں پیام رسانی وحی میں۔ امکان نہ سہو کا۔ نہ کسی غلط فہمی
وغلطی کا، اور نہ کسی سہل پسندی اور غفلت کا۔ منصب رسالت کے پوری طرح متحمل، اسرار و
انوار کے ہر طرح محافظ۔ فرشتوں میں سب سے اونچا ان کا مرتبہ ومقام اور قرب قبول
پر فائز المرام۔ وہ صاحب عزت واحترام کہ)

(بقیہ حاشیہ) مدح المتعلم فلو قال علمہ جبرائیل ولم یصفہ ما کان یحصل للنبی صلی اللہ علیہ
وسلم بہ فضیلۃ ظاھرۃ الثانیہ ھی ان فیہ ردًا علیھم حیث قالوا اساطیر الاولین سمعھا وقت سفرہ
الی الشام فقال لو یعلم احد من الناس بل معلمہ شدید القوی الخ و لھذا قال الامام احمد رضا
ما قال وھو حق ثابت۔ واللہ اعلم۔ العبد محمد خلیل عفی عنہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دوسرے کے خادم نہیں۔

(اور تمام مخلوقات میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی اور ان کا مخدوم مطاع نہیں۔ اور جنگ بدر میں فرشتوں کی ایک جمعیت کے ساتھ، حضور کے لشکر کا ایک سپاہی بن کر شامل ہونا مشہور، زبان زد خاص و عام)

اکابر صحابہ و اعاظم اولیاء کو (کہ واسطہ نزول برکات ہیں)

اگر ان کی خدمت (کی دولت) ملے دو جہاں کی فخر و سعادت جانیں

پھر یہ کس کے خدمت گار یا غاشیہ بردار ہوں گے۔

(اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو بادشاہ کون و مکاں، مخدوم و مطاع ہر دو جہاں ہیں۔

صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین وبارک وسلم)



عقیدہ خامسہ

اصحابِ سیّد المرسلین و اہلِ بیتِ کرام

ان (ملائکہ مرسلین و ساداتِ فرشتگانِ مقربین) کے بعد
(بڑی عزت و منزلت اور قرب قبول احدیت پر فائز)
اصحاب سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین ہیں۔
اور انھیں میں حضرت بتول، جگر پارہ رسول
خاتون جہاں، بانوی جہاں۔ سیّدۃ النساء فاطمہ زہرا (شامل)
اور اس دو جہاں کی آقازادی کے دونوں شہزادے۔
عرش (اعظم) کی آنکھ کے دونوں تارے
چرخ سیادت (آسمان کرامت) کے مہ پارے۔
باغ تطہیر کے پیارے پھول
دونوں قرۃ العین رسول
امامین کریمین (ہادیان باکرامت و باصفا)
سعیدین شہیدین (نیک بخت و شہیدان جفا)
تقیین نقیین (پاک دامن، پاک باطن)
نیرین (قمرین۔ آفتاب رخ و ماہتاب رو)
طاہرین (پاک سیرت، پاکیزہ خو)

ابو محمد (حضرت امام) حسن و ابو عبداللہ (حضرت امام) حسین۔
اور تمام مادرانِ اُمت
بانوانِ رسالت (اُمہات المومنین۔ ازواج مطہرات)
علی المصطفٰے و علیہم کلہم الصلوٰۃ والتحیۃ (ان صحابہ کرام کے زمرہ میں) داخل
کہ صحابی ہر وہ مسلمان ہے جو حالت اسلام میں اس چہرہ خدا نما (اور اس ذات
حق رسا) کی زیارت سے مشرف ہوا۔
اور اسلام ہی پر دنیا سے گیا
(مرد ہو خواہ عورت، بالغ ہو خواہ نابالغ)
ان (اعلیٰ درجات والا مقامات) کی قدر و منزلت وہی خوب جانتا ہے۔
جو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و رفعت سے آگاہ ہے۔
(اس کا سینہ، انوار عرفان سے منور اور آنکھیں جمال حق سے مشرف ہیں۔ حق پر
چلنا، حق پر جینا اور حق کے لیے مرنا ہے اور قبول حق اس کا وطیرہ ہے)
آفتاب نیم روز (دوپہر کے چڑھتے سورج) سے روشن تر کہ
محبّ (سچا چاہنے والا) جب قدرت پاتا ہے۔
اپنے محبوب کو صحبت بد (بُرے ہم نشینوں اور بدکار رفیقوں) سے بچاتا ہے۔ (اور
مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا مانتا ہے کہ) حق تعالیٰ قادر مطلق
(اور ہر ممکن اس کے تحت قدرت ہے)
اور (یہ کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے محبوب و سید المحبوبین
(تمام محبوبان بارگاہ کے سردار و سر کے تاج)
کیا عقل سلیم (بشرطیکہ وہ سلیم ہو) تجویز کرتی (جائز و گوارا رکھتی) ہے۔
کہ ایسا قدیر (فعّال لما یرید جو چاہے اور جیسا چاہے کرے)

ایسے عظیم ذی وجاہت، جان محبوبی وکان عزت

(کہ جو ہوگیا، جو ہوگا اور جو ہو رہا ہے انھیں کی مرضی پر ہوا۔ انھیں کی مرضی پر ہوگا اور انھیں کی مرضی پر ہو رہا ہے، ایسے محبوب ایسے مقبول)

کے لیے خیار خلق کو (کہ انبیاء ومرسلین کے بعد تمام خلائق پر فائق ہوں حضور کا صحابی)

جلیس وانیس (ہم نشین وغمخوار) ویار ومددگار مقرر نہ فرمائے

(نہیں ہرگز نہیں تو جبکہ مولائے قادر وقدیر جل جلالہٗ نے انھیں، ان کی یاری و مددگاری، رفاقت وصحبت کے لیے منتخب فرمالیا تو اب)

جو ان میں سے کسی پر طعن کرتا ہے

جناب باری تعالیٰ کے کمال حکمت وتمام قدرت (پر الزام نقص وناتمامی کا لگاتا ہے) یا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غایت محبوبیت (کمال شان محبوبی) ونہایت منزلت (وانتہائے عزت ووجاہت)

(اور ان مراتب رفیعہ اور مناصب جلیلہ)

پر حرف رکھتا ہے (جو انھیں بارگاہ صمدیت میں حاصل ہیں تو یہ مولائے قدوس تعالیٰ شانہٗ کی بارگاہ میں یا اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب پاک میں گستاخانہ زبان درازی ودریدہ دہنی ہے اور کھلی بغاوت)

اسی لئے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

اللہ اللہ فی اصحابی۔ لا تتخذوھم غرضًا من بعدی

فمن احبھم فبحبی احبھم ط ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ط

من اٰذاھم فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللہ ط

ومن اذی اللہ فیوشک ان یّاخذہ ط

خدا سے ڈرو، خدا سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں

انھیں نشانہ نہ بنالینا میرے بعد

جو انھیں دوست رکھتا ہے میری محبّت سے انھیں دوست رکھتا ہے۔

اور جو ان کا دشمن ہے، میری عداوت سے ان کا دشمن ہے۔

جس نے انھیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔

اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی

اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو گرفتار کرلے۔

(یعنی زندان عذاب وبلا میں ڈال دے) رواہ الترمذی وغیرہ

اب اے خارجیو، ناصبیو!

(حضرات ختنین و امامین جلیلین سے خصوصًا، اپنے سینوں میں بغض وکینہ رکھنے اور انھیں چنین وچناں کہنے والو!)

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مذکورہ بالا) اس ارشاد عام

اور جناب باری تعالیٰ نے آیۂ کریمہ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ سے

(کہ اللہ تعالیٰ ان سے یعنی ان کی اطاعت واخلاص سے راضی اور وہ اس سے یعنی اس کے کرم وعطا سے راضی)

جناب ذوالنّورین (امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی)

وحضرت اسد اللہ غالب (امیر المومنین علی بن ابی طالب)

وحضرات سبطین کریمین (امام حسن وامام حسین) رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

(کو مستثنیٰ کر دیا اور اس استثناء کو تمھارے کان میں پھونک دیا ہے)

یا، اے شیعو! اے رافضیو! ان احکام شاملہ سے (کہ سب صحابہ کو شامل ہیں اور جملہ صحابہ کرام ان میں داخل ہیں)

خدا و رسول (جل وعلا، وصلی اللہ علیہ وسلم) نے

(امیر المومنین خلیفۃ المسلمین) حضرت صدیق اعظم

(و امیر المومنین امام المسلمین) جناب فاروق اکبر

(و امیر المومنین کامل الحیاء والایمان) حضرت مجہز جیش العسرۃ،

(ذی رضی الرحمٰن عثمان بن عفان)

و جناب امّ المومنین محبوبہ سید العالمین

(طیبہ، طاہرہ، عفیفہ) عائشہ صدّیقہ بنت صدّیق

و حضرات طلحہ و زبیر و معاویہ

(کہ اوّل کے بارے میں ارشاد وارد کہ "اے طلحہ! یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں قیامت کے ہولوں میں تمھارے ساتھ رہوں گا۔")

اور ثانی کے باب میں ارشاد فرمایا:

"یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں روز قیامت تمھارے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ تمھارے چہرہ سے جہنم کی اڑتی چنگاریاں دور کروں گا۔"

امام جلال الدین سیوطی جمع الجوامع میں فرماتے ہیں سَنَدُہٗ صحیح (اس حدیث کی سند صحیح ہے)۔

اور حضرت امیر معاویہ تو اوّل ملوکِ اسلام اور سلطنت محمدیہ کے پہلے بادشاہ ہیں اسی کی طرف توراتِ مقدس میں اشارہ ہے کہ

مولدہٗ بمکّۃ و مہاجرہٗ طیبۃ و ملکہ بالشام

وہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ کو ہجرت فرمائے گا
اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی۔
(تو امیر معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے مگر کس کی؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی)

وغیرھم رضوان اللہ تعالیٰ علیھم الیٰ یوم الدین کو خارج کر دیا
اور تمھارے کان میں (اللہ کے رسول نے چپ چاپ) کہہ دیا کہ
"اصحابی" سے ہماری مراد
اور آیت میں ضمیر "ھم" کے مصداق
ان لوگوں کے سوا (اور دوسرے صحابہ) ہیں۔
جو تم ان کے اے خوارج (اور اے روافض) دشمن ہوگئے۔
اور عیاذاً باللہ (انھیں) لعن طعن سے یاد کرنے لگے۔
(اور شومیٔ بخت سے)
نہ یہ جانا کہ یہ دشمنی، درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی ہے۔
اور ان کی ایذاء، حق تبارک وتعالیٰ کی ایذاء
(اور جہنم کا دائمی عذاب جس کی سزا)
مگر اے اللہ!
تیری برکت والی رحمت اور ہمیشگی والی عنایت
اس پاک فرقہ اہل سنت وجماعت پر۔
جس نے تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سب ہم نشینوں
اور گلستان صحبت کے گل چینوں کو (ہمیشہ ہمیش کسی استثناء کے بغیر)
نگاہ تعظیم واجلال (اور نظر تکریم وتوقیر) سے دیکھنا۔

اپنا شعار و دثار (اپنی علامت و نشان) کرلیا

اورسب کو چرخ ہدایت کے ستارے

اور فلک عزت کے سیارے جاننا۔ عقیدہ کرلیا

کہ ہر ہر فرد بشران کا (بارّ و نیکوکار)

سرور عدول و اخیار و اتقیاء و ابرار کا سردار

اور امت کے تمام عدل گستر، عدل پرور، نیکوکار، پرہیزگار اور صالح بندوں کے سر کا تاج ہے) تابعین سے لے کر تابقیا مت

امت کا کوئی ولی، کیسے ہی پایہ عظیم کو پہنچے۔

صاحب سلسلہ ہو، خواہ غیران کا

ہرگز ہرگز ان میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ کے رتبہ کو نہیں پہنچتا

اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد صادق کے مطابق

اوروں کو کوہِ احد کے برابر سونا

ان کے نیم صاع (تقریباً دو کلو) جو کے برابر نہیں

جو قرب خدا، انھیں حاصل، دوسرے کو میسر نہیں۔

اور جو درجات عالیہ یہ پائیں گے، غیر کو ہاتھ نہ آئیں گے۔

(اہلسنت کے خواص تو خواص۔ عوام تک)

ان سب کو بالاجمال (کہ کوئی فرد ان کا شمول سے نہ رہ جائے از اوّل تا آخر)

پرلے درجے کا برّ و تقی (نیکوکار و متقی) جانتے

اور تفاصیل احوال پر (کہ کس نے کس کے ساتھ کیا کیا اور کیوں کیا۔ اس)

پر نظر حرام مانتے (ہیں)

جو فعل (ان حضرات صحابہ کرام میں سے) کسی کا
اگر ایسا منقول بھی ہوا
جو نظرِ قاصر (ونگاہ کوتاہ بیں) میں ان کی شان سے
قدرے گرا ہوا ٹھہرے (اور کسی کوتاہ نظر کو اس میں حرف زنی کی گنجائش ملے)
اسے محمل حسن پہ اتارتے ہیں۔
(اور اسے ان کے خلوص قلب وحسنِ نیت پر محمول کرتے ہیں)
اور اللہ کا سچا قول "رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ" سن کر
آئینہ دل میں زنگ تفتیش کو جگہ نہیں دیتے
(اور تحقیق احوال واقعی کے نام کا میل کچیل، دل کے آبگینہ پر چڑھنے نہیں دیتے)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرما چکے
إِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِي فَأَمْسِكُوا
"جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو باز رہو"
(سوءِ عقیدت اور بدگمانی کو قریب نہ پھٹکنے دو، تحقیق حال و تفتیش مآل میں پڑو)
ناچار اپنے آقا کا فرمان عالی شان۔ اور
یہ سخت وعیدیں، ہولناک تہدیدیں (ڈراوے اور دھمکیاں)
سن کر زبان بند کر لی اور دل کو سب کی طرف سے صاف کر لیا۔
(اور بلا چون وچرا) جان لیا کہ ان کے رتبے ہماری عقل سے وراء ہیں
پھر ہم انکے معاملات میں کیا دخل دیں
ان میں جو مشاجرات (صورۃ نزاعات و اختلافات) واقع ہوئے۔
ہم ان کا فیصلہ کرنے والے کون؟

گدائے خاک نشینی تو حافظا مخروش
رموزِ مملکت خویش ،خسرواں دانند

۵ تیرا منہ ہے کہ تو بولے یہ سرکاروں کی باتیں ہیں
حاشا کہ ایک کی طرف داری میں، دوسرے کو برا کہنے لگیں۔
یا ان نزاعوں میں ایک فریق کو دنیا طلب ٹھہرائیں
بلکہ بالیقین جانتے ہیں کہ وہ سب مصالح دین کے خواست گار تھے۔
(اسلام و مسلمین کی سربلندی ان کا نصب العین تھی پھر وہ مجتہد بھی تھے۔ تو)
جس کے اجتہاد میں جو بات
دینِ الٰہی و شرع رسالت پناہی جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے
اصلح و انسب (زیادہ مصلحت آمیز اور احوالِ مسلمین سے مناسب تر)
معلوم ہوئی۔ اختیار کی
گو اجتہاد میں خطا ہوئی اور ٹھیک بات ذہن میں نہ آئی۔
لیکن وہ سب حق پر ہیں (اور سب واجب الاحترام)
ان کا حال بعینہٖ ایسا ہے جیسا فروعِ مذہب میں
(خود علمائے اہلِ سنت بلکہ ان کے مجتہدین مثلاً امام اعظم)
ابو حنیفہ و (امام) شافعی (وغیرہما) کے اختلافات
نہ ہرگز ان منازعات کے سبب، ایک دوسرے کو گمراہ فاسق جاننا
نہ ان کا دشمن ہو جانا

(جس کی تائید مولیٰ علی کے اس قول سے ہوتی ہے کہ اخواننا بغوا علینا یہ سب ہمارے بھائی ہیں کہ ہمارے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سب حضرات، آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں۔ خدا و رسول کی

کتابوں میں معظم ومعزز اور آسمان ہدایت کے روشن ستارے ہیں اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ)

بالجملہ ارشادات خدا ورسول عزّ مجدہ وصلی اللہ علیہ وسلم سے

(اس پاک فرقہ اہل سنت وجماعت نے اپنا عقیدہ اور)

اتنا یقین کرلیا کہ سب (صحابہ کرام) اچھے اور عدل

وثقہ، تقی، نقی ابرار (خاصان پروردگار) ہیں۔

اوران (مشاجرات ونزاعات کی) تفاصیل پر نظر، گمراہ کرنے والی ہے

نظر اس کی، عصمت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء ہے کہ

اہل حق (اہل اسلام، اہلسنت وجماعت) شاہراہ عقیدت پر چل کر (منزل

مقصود کو پہنچے۔

اور ارباب (غوایت واہل) باطل تفصیلوں میں خوض

(وناحق غور) کر کے مغاک (ضلالت اور) بددینی (کی گمراہیوں) میں جاپڑے

کہیں دیکھا وَعَصٰی آدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی

(کہ اس میں عصیاں اور بظاہر تعمیل حکم ربانی سے روگردانی کی نسبت حضرت

آدم علیہ السلام کی جانب کی گئی ہے)

کہیں سنا لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَأَخَّرَ

(جس سے ذنب یعنی گناہ وغفران ذنب یعنی بخشش گناہ کی نسبت کا،

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب والا کی جانب گمان ہوتا ہے)

کبھی موسیٰ (علیہ السلام) وقبطی (قوم فرعون) کا قصہ یاد آیا

(کہ آپ نے قبطی کو آمادہ ظلم پاکر ایک گھونسا مارا اور وہ قبطی قعر گور میں پہنچا۔)

کبھی (حضرت) داؤد (علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے ایک امتی)

اوریاہ کا فسانہ سن پایا؛

(حالانکہ یہ الزام تھا یہود کا، حضرت داؤد علیہ السلام پر۔ جسے انھوں نے خوب
اچھالا اور زبان زدِ عوام الناس ہوگیا۔ حتیٰ کہ بربنائے شہرت، بلاتحقیق و تفتیش احوال
بعض مفسرین نے اس واقعہ کو مِن وعَن بیان فرمادیا جبکہ امام رازی فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ
میری تحقیق میں سراسر باطل ولغو ہے۔

غرض بے عقل بے دینوں اور بے دین بدعقلوں نے یہ افسانہ سن پایا تو)
لگے چون وچرا کرنے
تسلیم وگردن نہادوں کے زینہ سے اترنے
پھر ناراضی خدا اور رسول کے سوا اور بھی کچھ پھل پایا؟
اور (الٹا) خُضْتُمْ كَالَّذِي خَاضُوْا
(اور تم بیہودگی میں پڑے جیسے وہ پڑے تھے اور ابتاع باطل میں ان کی راہ
اختیار کی) نے حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ (مگر عذاب کا قول کا نزول پر ٹھیک اترا)
کا دن دکھایا الا ان یشاء ربی انہ فعال لما یرید

(مسلمان ہمیشہ یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ
والسلام کبیرہ گناہوں سے مطلقاً اور گناہ صغیرہ کے عمداً ارتکاب، اور ہر ایسے امر سے
جو خلق کے لیے باعث نفرت ہو اور مخلوق خدا، ان کے باعث ان سے دور بھاگے
نیز ایسے افعال سے جو وجاہت و مروت اور معززین کی شان و مرتبہ کے برخلاف ہیں
قبل نبوت اور بعد نبوت بالاجماع معصوم ہیں)

اَللّٰهُمَّ (نَسْئَلُكَ) الثبات علی الھدٰی انک انت العلی الاعلیٰ
صحابہ کرام کے باب میں یاد رکھنا چاہیے کہ
وہ حضرات رضی اللہ عنہم اجمعین انبیاء نہ تھے۔ فرشتے نہ تھے کہ معصوم ہوں۔
ان میں سے بعض حضرات سے لغزشیں صادر ہوئیں مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول کے

کے خلاف ہے۔

اللہ عزوجل نے سورۂ حدید میں صحابہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
دو قسمیں فرمائیں۔

۱۔ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ

۲۔ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا

یعنی ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف بایماں ہوئے راہ خدا میں مال خرچ کیا اور جہاد
جب کہ ان کی تعداد بھی بہت قلیل تھی۔ اور وہ ہر طرح ضعیف و درماندہ بھی تھے۔
انہوں نے اپنے اوپر جیسے جیسے شدید مجاہدے گوارا کرکے اور اپنی جانوں کو خطر ات میں
ڈال کر، بے دریغ اپنا سرمایہ، اسلام کی خدمات کی نذر کر دیا۔ یہ حضرات مہاجرین و
انصار میں سے سابقین اولین ہیں ان کے مراتب کا کیا پوچھنا۔ دوسرے وہ کہ بعد
فتح مکہ ایمان لائے، راہ مولیٰ میں خرچ کیا اور جہاد میں حصہ لیا۔ ان اہل ایمان نے اس
وقت اپنے اخلاص کا ثبوت، جہاد مالی و قتالی سے دیا۔ جب اسلامی سلطنت کی جڑ
مضبوط ہو چکی تھی۔ اور مسلمان کثرت تعداد اور جاہ و مال ہر لحاظ سے بڑھ چکے تھے اجر
ان کا بھی عظیم ہے لیکن ظاہر ہے کہ ان السابقون اولون کے درجہ کا نہیں۔
اسی لیے قرآن عظیم نے ان پہلوں کو ان پچھلوں پر تفضیل دی۔

اور پھر فرمایا كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى

"ان سب سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا"
کہ اپنے اپنے مرتبے کے لحاظ سے اجر ملے گا سب ہی کو محروم کوئی نہ رہے گا۔
اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کے حق میں فرماتا ہے۔

اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔

لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وہ جہنم کی بھنک تک نہ سنیں گے۔

وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ

"وہ ہمیشہ اپنی من مانتی جی بھاتی مرادوں میں رہیں گے"۔

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ

"قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انھیں غمگین نہ کرے گی"،

تَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ "فرشتے ان کا استقبال کریں گے"۔

هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ط

"یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمھارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتا[تا]

ہے تو جو کسی صحابی پر طعن کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔

اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کاذبہ ہیں ارشاد الٰہی کے مقا[بل]

پیش کرنا اہلِ اسلام کا کام نہیں۔

رب عزوجل نے اسی آیت حدید میں اس کا منہ بھی بند کر دیا کہ دونوں فر[یق]

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرما دیا۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ١٠ اور اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرو گے۔

با ایں ہمہ اس نے تمھارے اعمال جان کر حکم فرما دیا کہ وہ تم سب سے جنت [بے]

عذاب وکرامت وثواب بے حساب کا وعدہ فرما چکا ہے۔

تو اب دوسرے کو کیا حق رہا کہ ان کی کسی بات پر طعن کرے، کیا طعن کر[نے]

والا، اللہ سے جدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے اس کے بعد جو کوئی کچھ [بکے]

وہ اپنا سر کھائے اور خود جہنم میں جائے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں

فرماتے ہیں۔ جو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں [میں]

تا ہے (احکام شریعت وغیرہ)

تنبیہ ضروری

اہل سنت وجماعت کا یہ عقیدہ کہ ونکف عن ذکر الصحابۃ الا بخیر
" یعنی صحابہ کرام کا جب بھی ذکر ہو تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے"
انھیں صحابہ کرام کے حق میں جو ایمان وسنت واسلام حقیقی پر تادم مرگ، ثابت
رہے اور صحابہ کرام جمہور کے خلاف، اسلامی تعلیمات کے مقابل، اپنی خواہشات
اتباع میں کوئی نئی راہ نہ نکالی اور وہ بدنصیب کہ اس سعادت سے محروم ہو کر اپنی
ان الگ جما بیٹھے اور اہل حق کے مقابل، قتال پر آمادہ ہو گئے۔ وہ ہرگز اس کا
راق نہیں اس لیے علمائے کرام فرماتے ہیں۔ کہ جنگ جمل وصفین میں جو مسلمان ایک دوسرے
مقابل آئے ان کا حکم خطائے اجتہادی کا ہے۔ لیکن اہل نہروان جو مولی علی کرم اللہ
ٰ وجہہ الکریم کی تکفیر کر کے بغاوت پر آمادہ ہوئے وہ یقیناً فساق، فجار، طاغی و
ی تھے اور ایک نئے فرقہ کے سائی وساتھی جو خوارج کے نام سے موسوم ہوا اور اُمت
ں نئے فتنے اب تک اسی کے دم سے پھیل رہے ہیں (سراج العوارف وغیرہ)



عقیدۂ سادسہ

عشرہ مبشرہ وخلفائے اربعہ

اب ان سب میں افضل و اعلیٰ واکمل حضرات عشرہ مبشرہ ہیں ۔

وہ دس صحابی ، جن کے قطعی جنتی ہونے کی بشارت وخوشخبری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں سنادی تھی وہ عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں ۔

یعنی حضرات ۱تا۴ خلفائے اربعہ راشدین

حضرت۵ طلحہ بن عبیداللہ

حضرت۶ زبیر بن العوام

حضرت۷ عبدالرحمٰن بن عوف

حضرت۸ سعد بن ابی وقاص

حضرت۹ سعید بن زید

حضرت۱۰ ابوعبیدہ بن الجراح

دہ یار بہشتی اند قطعی — بوبکر۱ و عمر۲، عثمان۳ و علی۴

سعد۸ ست سعید۹ و بوعبیدہ۱۰ — طلحہ۵ ست و زبیر۶ و عبدالرحمٰن۷

اوران میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور

ان چار ارکان قصر ملت (ملت اسلامیہ کے عالی شان محل کے چارستونوں

وچار انہار باغ شریعت (اور گلستان شریعت کی ان چار نہروں)

کے خصائص و فضائل، کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ
ان میں سے جس کسی کی فضیلت پر تنہا نظر کیجیے
یہی معلوم (و متبادر و مفہوم) ہوتا ہے کہ
جو کچھ ہیں یہی ہیں ان سے بڑھ کر کون ہو گا ے
بہر گلے کہ ازیں چار باغ می نگرم
بہار دامن دل می کشد کہ جا ایں جاست
علی الخصوص شمع شبستانِ ولایت، بہار چمنستانِ معرفت
امام الواصلین سید العارفین
(واصلان حق کے امام، اہلِ معرفت کے پیش رو)
خاتم خلافت نبوت، فاتح سلاسل طریقت
مولی المسلمین، امیر المومنین ابو الائمہ الطاہرین
(پاک طینت، پاکیزہ خصلت اماموں کے جدّ امجد
طاہر مطہر، قاسم کوثر
اسد اللہ غالب مظہر العجائب والغرائب مطلوب کل طالب سیدنا و مولانا علی
بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم و
حشرنا فی زمرتہ فی یوم عظیم
کہ اس جناب گردوں قباب (جن کے قبہ کی کلس آسمان برابر ہے ان) کے
مناقب جلیلہ (اوصاف حمیدہ) و محامد جمیلہ (خصائل حسنہ)
جس کثرت و شہرت کے ساتھ (کثیر و مشہور، زبان زد عام و خاص) ہیں
دوسرے کے نہیں
(پھر) حضرات شیخین، صاحبین صہیرین

رکہ ان کی صاحبزادیاں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شرف زوجیت سے مشرف ہوئیں اور امہات المومنین، مسلمانوں ایمان والوں کی مائیں کہلائیں)

وزیرین (جیسا کہ حدیث شریف میں وارد کہ میرے دو وزیر آسمان پر ہیں جبرئیل ومیکائیل اور دو وزیر زمین پر ہیں۔ ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

امیرین (کہ ہر دو امیر المومنین ہیں)

مشیرین (دونوں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شوریٰ کے رکن اعظم)

ضجیعین (ہم خواجہ اور دونوں اپنے آقا و مولیٰ کے پہلو بہ پہلو آج بھی مصروف استراحت)

رفیقین (ایک دوسرے کے یار وغمگسار)

سیدنا و مولٰنا عبداللہ العتیق ابوبکر صدیق
وجناب حق مآب ابوحفص عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما
کی شان والا سب کی شانوں سے جدا ہے
اور ان پر سب سے زیادہ عنایت خدا اور رسول خدا جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے
بعد انبیاء و مرسلین وملائکہ مقربین کے
جو مرتبہ ان کا خدا کے نزدیک ہے دوسرے کا نہیں
اور رب تبارک وتعالیٰ سے جو قرب ونزدیکی
اور بارگاہ عرش اشتباہ رسالت میں جو عزت وسربلندی
ان کا حصہ ہے اوروں کا نصیبا نہیں

اور منازلِ جنت و مواہبؔ بے منت میں

انھیں کے درجات سب پر عالی

فضائل و فواضل (فضیلتوں اور خصوصی بخششوں)

وحسنات وطیبات (نیکیوں اور پاکیزگیوں)

میں انھیں کو تقدم وبیشی (یہی سب پر مقدم۔ یہی بیش بیش)

ہمارے علماء و ائمہ نے اس (باب) میں مستقل تصنیفیں فرماکر

سعادت کونین و شرافت دارین حاصل کی۔

(ان کے خصائل تحریر میں لائے، ان کے محاسن کا ذکر فرمایا ان کے اولیات خصوصیات گنائے)

ورنہ غیر متناعی (جو ہماری فہم وفراست کی رسائی سے ماوراء ہو۔ اس)

کا شمار کس کے اختیار

واللہ العظیم اگر ہزار دفتر ان کے شرح فضائل (اور بسط فواضل)

میں لکھے جائیں یکے از ہزار تحریر میں نہ آئیں ؎

وعلی تفنن واصفیہ بحسنہ

یفنی الزمان وفیہ مالم یوصف

مگر کثرت فضائل وشہرت فواضل

(کثیر در کثیر فضیلتوں کا موجود اور پاکیزہ و برتر عزتوں مرحمتوں کا مشہور رہنا)

چیزے دیگر (اور بات ہے)

؎ مطبوعہ رسالہ میں "وزاب بے منت" مطبوع ہے اور حاشیہ پر تحریر کہ اصل میں ایسا ہی ہے، ہم نے اسے مواہب لکھا جبکہ منازل کا ہم قافیہ ہے مناہل یعنی چشمے اور یہی انسب ۱۲۔ محمد خلیل

اور فضیلت و کرامت

(سب سے افضل اور بارگاہ عزت میں سب سے زیادہ قریب ہونا)

امر آخر (ایک اور بات ہے اس سے جدا و ممتاز)

فضل، اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

اس کی کتاب کریم اور اس کا رسول عظیم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیم

علی الاعلان گواہی دے رہے ہیں کہ

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد، مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے

روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں۔

كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ يَا

عَلِيُّ هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَشَبَابِهَا بَعْدَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ

"میں خدمت اقدس حضور افضل الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھا

کہ ابوبکر و عمر سامنے آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی!

یہ دونوں سردار ہیں اہل جنت کے سب بوڑھوں اور جوانوں کے، بعد

انبیاء و مرسلین کے" (رواہ الترمذی، وابن ماجہ و عبداللہ بن الامام احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی،

حضور کا ارشاد ہے۔ ابوبکر و عمر خیر الاولین و آخرین و

خَيْرُ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَخَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِيْنَ

اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ ط

ابوبکر و عمر بہتر ہیں سب اگلوں پچھلوں کے

اور بہتر ہیں سب آسمان والوں سے۔

اور بہتر ہیں سب زمین والوں سے
سوا انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے
رواہ الحاکم فی الکنیٰ و ابن عدی و خطیب
خود حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے بار بار
اپنی کرسی مملکت و سطوت (دو دبہ) خلافت میں
افضلیت مطلقہ شیخین کی تصریح فرمائی۔
(اور صاف صاف واشگاف الفاظ میں بیان فرمایا کہ یہ دونوں حضرات علی الاطلاق
بلا قید جہت و حیثیت، تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں)
اور یہ ارشاد ان سے بتواتر ثابت ہوا کہ
اسی سے زیادہ صحابہ و تابعین نے اسے روایت کیا۔
اور فی الواقع اس مسئلہ (افضلیت شیخین کریمین) کو
جیسا حق مآب مرتضوی نے صاف صاف واشگاف
بہ کرات و مرات (بار بار موقع بہ موقع اپنی)
جلوات و خلوات (عمومی محفلوں، خصوصی نشستوں)
و مشاہد عامہ و مساجد جامعہ
(عامۃ الناس کی مجلسوں اور جامع مسجدوں)
میں ارشاد فرمایا، دوسروں سے واقع نہیں ہوا
(ازاں جملہ وہ ارشاد گرامی کہ)
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت محمد بن حنفیہ
صاحبزادہ جناب امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی
قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ؟

قال" ابوبکر"

قال" قلت ثم من؟ قال "عمر"

یعنی میں نے اپنے والد ماجد امیرالمومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کیا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہیں؟ ارشاد فرمایا "ابوبکر"۔ میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا "عمر"

ابوعمر بن عبداللہ، حکم بن جحل سے اور دارقطنی اپنی سنن میں راوی جناب امیر کرم اللہ وجہہ تعالیٰ فرماتے ہیں

لا اجد احداً فضلنی علی ابی بکر وعمر الا جلدتہ جلد المفتری

جسے میں پاؤں گا کہ شیخین (حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے مجھے افضل بتاتا (اور مجھے ان میں سے کسی پر فضیلت دیتا) ہے اسے مفتری (افترا و بہتان لگانے والے) کی حد ماروں گا کہ اسی کوڑے ہیں

ابوالقاسم طلحی کتاب السنۃ میں جناب علقمہ سے راوی

بلغ علیاً ان اقواما یفضلونہ علی ابی بکر وعمر

فصعد المنبر۔ فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال

ایھا الناس! انہ بلغنی ان اقواما یفضلونی علی ابی بکر وعمر

ولو کنت تقدمت فیہ لعاقبت فیہ

فمن سمعتہ بعد ھذا الیوم یقول ھذا

فھو مفتر۔ علیہ حد المفتری۔ ثم قال

ان خیر ھذہ الامۃ بعد نبیتنا صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر ثم عمر

ثم اللہ اعلم بالخیر بعدھا

قال وفی المجلس الحسن بن علی فقال

واللہ لو سمیت الثالث لسمیت عثمٰن

یعنی جناب مولیٰ علی کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگ انھیں

حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر تفضیل دیتے

(اور حضرت مولیٰ کو ان سے افضل بتاتے) ہیں

پس منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا

"اے لوگو! مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر و عمر سے افضل بتاتے ہیں

اور اگر میں نے پہلے سے سنا ہوتا تو اس میں سزا دیتا

یعنی پہلی بار تفہیم (و تنبیہ) پر قناعت فرماتا ہوں

پس اس دن کے بعد جسے ایسا کہتے سنوں گا

تو وہ مفتری (بہتان باندھنے والا) ہے اس پر مفتری کی حد لازم ہے

پھر فرمایا بے شک بہتر اس امت کے بعد ان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر

ہیں پھر عمر۔ پھر خدا خوب جانتا ہے بہتر کو ان کے بعد

اور مجلس میں امام حسن بھی جلوہ فرما تھے

انھوں نے ارشاد کیا خدا کی قسم اگر تیسرے کا نام لیتے تو عثمان کا نام لیتے۔

بالجملہ احادیث مرفوعہ و اقوال حضرت مرتضوی و اہل بیت نبوت

اس بارے میں لاتعداد ولاتحصی (بے شمار و لا انتہا) ہیں۔

کہ بعض کی تفسیر فقیر نے اپنے رسالہ تفضیل[۱] میں کی

---

[۱] اعلیحضرت قدس سرہ العزیز نے مسئلہ تفضیل شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر نوے جزکے قریب ایک کتاب مسمّٰی بہ منتہی التفصیل لمبحث التفضیل لکھی پھر مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین میں اس کی تلخیص کی۔ غالباً اس رسالۂ گرامی میں اشارہ اسی کی طرف ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد خلیل القادری عفی عنہ

اب اہل سنت (کے علمائے ذوی الاحترام) نے ان احادیث وآثار میں
جونگاہ غور کو کام فرمایا تو تفضیل شیخین کی
صدہا تصریحیں (سینکڑوں صراحتیں) علی الاطلاق پائیں
کہیں جہت وحیثیت کی قید نہ دیکھی کہ
یہ صرف فلاں حیثیت سے افضل ہیں
اور دوسری حیثیت سے دوسروں کو افضلیت (حاصل ہے)
لہٰذا انھوں نے عقیدہ کر لیا کہ
گو فضائل خاصہ وخصائص فاضلہ (مخصوص فضیلتیں اور فضیلت میں خصوصیتیں)
حضرت مولیٰ (علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ)
اور ان کے غیر کو بھی ایسے حاصل
(اور بعطائے الٰہی وہ ان خصوصیات کے تنہا حامل)
جو حضرات شیخین (کریمین جلیلین) نے نہ پائے
جیسے کہ اس کا عکس بھی صادق ہے
(کہ امیرین وزیرین کو وہ خصائصِ غالیہ اور فضائل عالیہ بارگاہ الٰہی سے مرحمت ہوئے کہ ان کے غیر نے اس سے کوئی حصہ نہ پایا)
مگر فضل مطلق کُلّی (کسی جہت وحیثیت کا لحاظ کیے بغیر فضیلت مطلقہ کلیّہ)
جو کثرت ثواب وزیادت قرب رب الارباب سے عبارت ہے)
وہ انھیں کو عطا ہوا (اوروں کے نصیب میں نہ آیا)
(یعنی اللہ عزوجل کے یہاں زیادہ عزت ومنزلت جسے کثرت ثواب سے بھی تعبیر کرتے ہیں وہ صرف حضرات شیخین نے پایا۔ اس سے مراد اجر وانعام کی کثرت وزیادت نہیں کہ بارہا مفضول کے لیے ہوتی ہے۔

حدیث میں ہمراہیان سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت آیا کہ ان میں سے ہر ایک کے لیے پچاس کا اجر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا ان میں کے پچاس کا یا ہم میں کے۔ فرمایا "بلکہ تم میں کے"۔ تو اجر ان کا زائد ہوا۔ انعام و معاوضہ محنت انھیں زیادہ ملا مگر افضلیت میں وہ صحابہ کے ہم سر بھی نہیں ہو سکتے۔ زیارت درکنار۔ کہاں امام مہدی کی رفاقت اور کہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت؟ اس کی نظیر بلا تشبیہ یوں سمجھیے کہ سلطان نے کسی مہم پر وزیر اور بعض دیگر افسروں کو بھیجا۔ اس کی فتح پر ہر افسر کو لاکھ لاکھ روپے انعام دیے اور وزیر کو خالی پروانہ خوشنودیِ مزاج دیا۔ تو انعام انھیں افسروں کو زیادہ ملا اور اجر و معاوضہ انھوں نے زیادہ پایا مگر کہاں وہ اور کہاں وزیر اعظم کا اعزاز

(بہار شریعت)

اور (یہ اہل سنت وجماعت کا وہ عقیدہ ثابتہ محکمہ ہے کہ)

اس عقیدہ کا خلاف اوّل تو کسی حدیث صحیح میں ہے ہی نہیں

اور اگر بالفرض کہیں ہوئے خلاف پائے بھی تو

سمجھ لے کہ یہ ہماری فہم کا قصور ہے (اور ہماری کوتاہ فہمی)

ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور خود حضرت مولیٰ و اہلبیت کرام

(صاحب البیت ادری بما فیہ کے مصداق۔ اسرار خانہ سے مقابلۃً واقف تر)

کیوں بلا تقیید (کسی جہت وحیثیت کی قید کے بغیر)

انھیں افضل و خیر امت و سردار اوّلین و آخرین بتاتے

کیا آیۃ کریمہ (قل تعالوا ابناءنا و ابناءکم) و انفسنا و انفسکم

وحدیث صحیح من کنت مولاہ فعلیٌّ مولاہ

اور خبر شدید الضعف وقوی الجرح (نہایت درجہ ضعیف وقابل شدید جرح و تعدیل)

لحمك لحمی ودمك دمی

(تمھارا گوشت میرا گوشت اور تمھارا خون میرا خون ہے)

برتقدیر ثبوت (بشرطیکہ ثابت وصحیح مان لی جائے)

وغیر ذلك (احادیث واخبار) سے انھیں آگاہی نہ تھی۔

(ہوش وحواس، علم وشعور اور فہم وفراست میں یگانہ روزگار ہوتے ہوئے ان اسرار درون خانہ سے بیگانہ رہے اور اسی بیگانگی میں عمریں گزار دیں)

یا (انھیں آگاہی اور ان اسرار پر اطلاع) تھی تو وہ (ان واضح الدلالۃ الفاظ) کا مطلب نہ سمجھے (اور غیرت وشرم کے باعث اور کسی سے پوچھ نہ سکے)

یا سمجھے (حقیقت حال سے آگاہ ہوئے)

اور اس میں تفضیل شیخین کا خلاف پایا

(مگر خاموش رہے اور جمہور صحابہ کرام کے برخلاف عقیدہ رکھا زبان پر اس کا خلاف نہ آنے دیا اور حالانکہ یہ ان کی پاک جنابوں میں گستاخی اور ان پر تقیۂ ملعونہ کی تہمت تراشی ہے)

تو (اب ہم) کیونکر خلاف سمجھ لیں (کیسے کہہ دیں کہ ان کے دل میں خلاف تھا زبان سے اقرار)

اور تصریحات بیّنہ وقاطعۃ الدلالۃ

(روشن صراحتوں قطعی دلالتوں)

وغیر محتملۃ الخلاف کو (جن میں کسی خلاف کا احتمال نہیں کوئی ہیر پھیر نہیں)

کیسے پس پشت ڈال دیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہ حق تبارک وتعالیٰ نے

فقیر حقیر کو یہ ایسا جواب شافی تعلیم فرمایا کہ

منصف (انصاف پسند ذی ہوش) کے لیے اس میں کفایت

(اور یہ جواب اس کی صحیح رہنمائی وہدایت کے لیے کافی)

اور متعصب کو (کہ آتش غلو میں سلگتا اور ضد ونفسانیت کی راہ چلتا ہے)

اس میں غیظ بے نہایت (قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِکُمْ۔ انھیں آتشِ غضب میں جلنا مبارک)

(ہم مسلمانان اہلسنت کے نزدیک، حضرت مولیٰ کی ماننا)

یہی محبت علی مرتضیٰ ہے

اور اس کا بھی (یہی تقاضا) یہی مقتضیٰ ہے کہ محبوب کی اطاعت کیجیے

اور اس کے غضب اور اسی کوڑوں کے استحقاق سے بچیے (والعیاذ باللہ)

اللہ! اللہ۔ وہ امام الصدیقین، اکمل الاولیاء، العارفین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ومحبت کو حفظ جان پر مقدم رکھا حالانکہ جان کا رکھنا سب سے زیادہ اہم فرض ہے۔ اگر بوجہ ظلم عدو مکابر وغیرہ نماز پڑھنے میں معاذ اللہ ہلاک جان کا یقین ہو تو اس وقت ترک نماز کی اجازت ہوگی۔

یہی تعظیم ومحبت وجان نثاری وپروانہ واری شمع رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ ہے جس نے صدیق اکبر کو بعد انبیاء ومرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تمام جہان پر تفوق بخشا اور ان کے بعد، تمام عالم، تمام خلق، تمام اولیاء تمام عرفاء سے افضل واکرم واکمل واعظم کر دیا۔

وہ صدیق جس کی نسبت حدیث میں آیا کہ "ابوبکر کو کثرت صوم وصلوٰۃ کی وجہ سے تم پر فضیلت نہ ہوئی بلکہ اس سر کے سبب جو اس کے دل میں راسخ ومتمکن ہے۔"

وہ صدیق جس کی نسبت ارشاد ہوا "اگر ابوبکر کا ایمان، میری تمام امت کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابوبکر کا ایمان غالب آئے۔"

وہ صدیق۔ کہ خود ان کے مولائے اکرم وآقائے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"کسی کا ہمارے ساتھ کوئی ایسا سلوک نہیں ہے جس کا ہم نے عوض نہ کر دیا ہو

سوا ابو بکر کے۔ کہ ان کا ہمارے ساتھ وہ حسنِ سلوک ہے جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ انھیں روزِ قیامت دے گا۔"

وہ صدیق۔ جس کی افضلیت مطلقہ پر قرآن کریم کی شہادت ناطقہ ہے کہ فرمایا

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ

تم میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے حضور وہ ہے جو تم سب میں اتقاء ہے

اور دوسری آیۃ کریمہ میں صاف فرمادیا وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى

قریب ہے کہ جہنم سے بچایا جائے گا وہ اتقی

بشہادت آیتِ اولیٰ، ان آیاتِ کریمہ سے وہی مراد ہے جو افضل و اکرم اُمتِ مرحومہ ہے اور وہ نہیں مگر اہلِ سنت کے نزدیک صدیق اکبر۔

اور تفضیلیہ و روافض کے یہاں امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مگر اللہ عزوجل کے لیے حمد کہ اس نے کسی کی تلبیس و تدلیس اور حق و باطل میں آمیزش و آویزش کو جگہ نہ چھوڑی۔ آیۃ کریمہ نے ایسے وصف خاص سے اتقی کی تعیین فرمادی جو صدیق اکبر کے سوا کسی پر صادق آ ہی نہیں سکتا۔

فرماتا ہے وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى

اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔

اور دنیا جانتی مانتی ہے کہ وہ صرف صدیق اکبر ہی ہیں جن کی طرف سے ہمیشہ بندگی و غلامی و خدمت و نیاز مندی اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے، براہِ بندہ نوازی قبول و پذیرائی کا برتاؤ رہا یہاں تک کہ خود ارشاد فرمادیا کہ بے شک تمام آدمیوں میں اپنی جان و مال سے کسی نے ایسا سلوک نہ کیا جیسا ابو بکر نے کیا۔"

جب کہ مولیٰ علی نے حضور مولائے کل، سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے کنارِ اقدس میں پرورش پائی، حضور کی گود میں ہوش سنبھالا اور جو کچھ پایا بظاہر حالات یہیں سے پایا۔

تو آیۂ کریمہ میں وما لاحد عندہٗ من نعمۃ تجزٰی سے مولیٰ علی قطعًا مراد نہیں ہو سکتے۔ بلکہ بالیقین صدیق اکبر ہی مقصود ہیں اور اسی پر اجماع مفسرین موجود۔

وہ صدیق جنھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرضیت حج کے بعد پہلے ہی سال میں امیر الحجاج مقرر فرمایا اور انھیں کو اپنے سامنے اپنے مرض الموت شریف میں اپنی جگہ امام مقرر فرمایا۔ حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کا ارشاد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب ہم نے غور کیا (تو اس نتیجہ پر پہنچے) کہ نماز تو اسلام کا رکن ہے اور اسی پر دین کا قیام ہے اس لیے ہم نے امور خلافت کی انجام دہی کے لیے بھی اسی پر رضامندی ظاہر کر دی۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا تھا۔ اور اسی لیے ہم نے ابوبکر کی بیعت کر لی"۔

اور فاروق اعظم تو فاروق اعظم ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وہ فاروق جن کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ:

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ خَطَّابٍ خَاصَّۃً

"الٰہی اسلام کی خاص عمر بن خطاب کے اسلام سے عزتیں بڑھا"

اس دعائے کریم کے باعث عمر فاروق اعظم کے ذریعہ سے جو جو عزتیں اسلام کو ملیں، جو جو بلائیں اسلام و مسلمین پر سے دفع ہوئیں۔ مخالف موافق سب پر روشن و مبین۔ ولہٰذا سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مَا زِلْنَا اَعِزَّۃً مُنْذُ اَسْلَمَ عُمَرُ۔ ہم ہمیشہ معزز رہے جب سے عمر اسلام لائے (بخاری)

وہ فاروق۔ جن کے حق میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا (رضی اللہ عنہ)

یعنی آپ کی فطرت اتنی کاملہ تھی کہ اگر دروازہ نبوت بند نہ ہوتا تو محض فضل الٰہی سے

وہ نبی ہو سکتے تھے کہ اپنی ذات کے اعتبار سے نبوّت کا کوئی مستحق نہیں)

وہ فاروق۔ جن کے بارے میں ارشاد محبوب رب العالمین موجود کہ

"عمر کہیں ہو، حق اس کی رفاقت میں رہے گا"۔

وہ فاروقؓ۔ جن کے لیے صحابہ کرام کا اجماع کہ

"عمر علم کے نو حصّے لے گئے" جبکہ ابوبکر صدیق، صحابہ میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔

وہ فاروقؓ۔ کہ جس راہ سے وہ گزر جائیں شیاطین کے دل دہل جائیں۔

وہ فاروقؓ۔ کہ جب وہ اسلام لائے ملاءِ اعلیٰ کے فرشتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تہنیت و مبارکبادیوں کی ڈالیاں نذرانے میں پیش کیں۔

وہ فاروقؓ۔ کہ ان کے روزِ اسلام سے، اسلام ہمیشہ عزتیں اور سربلندیاں ہی پاتا گیا۔ ان کا اسلام فتح تھا، ان کی ہجرت نصرت اور ان کی خلافت رحمت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اور جب ثابت ہوگیا کہ قرب الٰہی (معرفت و کثرت ثواب میں) شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مزیت و تفوق (زیادت و فوقیت) ہے تو ولایت (خاصّہ جو ایک قرب خاص ہے کہ مولیٰ عزّوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو، محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے یہ) بھی انھیں کی اعلیٰ ہوئی (اور ولایت شیخین، جملہ اکابر اولیاء کی ولایت سے بالا) (ہاں) مگر ایک درجہ قرب الٰہی جل جلالہٗ ورزقنا اللہ کا

(ضروری اللحاظ اور خصوصاً حضرات علماء و فضلاءِ امت کی توجہ کا مستحق ہے اور وہ یہ ہے کہ مرتبہ تکمیل پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جانب کمالاتِ نبوت، حضرات شیخین کو قائم فرمایا اور جانب کمالاتِ ولایت حضرت مولیٰ علی مشکل کشا کو تو جملہ

اولیائے ما بعد نے، مولیٰ علی ہی کے گھر سے نعمت پائی انھیں کے دست نگر تھے انھیں کے دست نگر ہیں اور انھیں کے دست نگر رہیں گے)

پر ظاہر ہے کہ سیر الی اللہ میں تو سب اولیاء برابر ہوتے ہیں اور وہاں

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ

(ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے)

کی طرح لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ اَوْلِيَآئِهٖ

(ہم اس کے دوستوں میں کوئی تفریق نہیں کرتے)

کہا جاتا ہے

(یعنی تمام اولیاء اللہ، اصل طریق ولایت یعنی سیر الی اللہ میں برابر ہوتے ہیں اور ایک دوسرے پر سبقت وفضیلت کا قول باعتبار سیر فی اللہ کیا جاتا ہے کہ جب سالک عالم لاہوت پر پہنچا۔ سیر وسلوک تمام ہوا یعنی سیر الی اللہ سے فراغت کے بعد سیر فی اللہ شروع ہوتی ہے اور اس کی نہایت وحد نہیں)

جب (عالم لاہوت پر پہنچ کر) ماسوائے الٰہی آنکھوں سے گر گیا۔

اور مرتبہ فنا تک پہنچ کر آگے قدم بڑھا تو وہ سیر فی اللہ ہے

اس کے لیے انتہا نہیں

اور یہیں تفاوت قرب (بارگاہِ الٰہی میں عزت ومنزلت اور کثرت ثواب میں فرق)

جلوہ گر ہوتا ہے۔

جس کی سیر فی اللہ زائد۔ وہی خدا سے زیادہ نزدیک

پھر بعضے بڑھتے چلے جاتے ہیں

(اور جذب الٰہی انھیں اپنی جانب کھینچتا رہتا ہے ان کی یہ سیر کبھی ختم نہیں ہوتی)

اور بعض کو دعوتِ خلق (ورہنمائی مخلوق الٰہی) کے لیے

منزل ناسوتی عطا فرماتے ہیں

(جیسے عالمِ شہادت، وعالمِ خلق وعالمِ جسمانی وغیرہ بھی کہتے ہیں اور اس منزل میں، تعلق مع اللہ کے ساتھ، ان میں خلائق سے علاقہ پیدا کر دیا جاتا ہے اور وہ خلقِ خدا کی ہدایت کی طرف بھی متوجہ رہتے ہیں۔)

ان سے طریقہ، خرقہ وبیعت کا رواج پاتا ہے اور

سلسلہ طریقت جنبش میں آتا ہے

مگر یہ معنی اسے مستلزم نہیں (اور اس سے یہ لازم نہیں آتا)

ان کی سیر فی اللہ اگلوں سے بڑھ جائے

(اور یہ دعوتِ خلق ورہنمائی مخلوق کے باعث، بارگاہ الٰہی میں، ان سے سوا عزّت ومنزلت اور ثواب میں کثرت پا جائیں)

ہاں یہ ایک فضل جداگانہ ہے کہ

انھیں ملا اور دوسروں کو عطا نہ ہوا

تو یہ کیا؟ (اور اسی کی تخصیص کیسی؟)

اس کے سوا صدہا خصائص حضرت مولیٰ کو ایسے ملے

کہ شیخین کو نہ ملے

مگر (بارگاہِ الٰہی میں) قرب ورفعتِ درجات میں

انھیں کو افزونی رہی (انھیں کو مزیّت ملی اور انھیں کے قدم پیش پیش رہے)

ورنہ کیا وجہ ہے کہ ارشادات مذکورہ بالا میں

انھیں، ان سے افضل وبہتر کہا جاتا ہے

(اور وہ بھی علی الاطلاق، کسی جہت وحیثیت کی قید کے بغیر)

اور ان کی (یعنی حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ)

کی افضلیت (اوران کی ان حضرات پر تفضیل)

کا بہ تاکیدِ اکید (مؤکّد در مؤکد)

انکار کیا جاتا ہے

حالانکہ ادنیٰ ولی، اعلیٰ ولی سے افضل نہیں ہو سکتا ہے

آخر دیکھیے حضرت امیر (مولیٰ علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم)

کے خلفائے کرام میں حضرت سبط اصغر (سیدنا امام حسین)

وجناب خواجہ حسن بصری کو تنزل ناسوتی ملا

اور حضرت سبط اکبر (سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کوئی سلسلہ جاری نہ ہوا

حالانکہ قرب ولایت امام مجتبیٰ (سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ولایت وقرب خواجہ (حسن بصری) سے بالیقین اتم واعلیٰ (برتر وبالا)

اور ظاہر احادیث سے سبط اصغر شہزادہ گلگوں قبا

(شہید کرب وبلا)

پر بھی ان کا فضل ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین



عقیدہ سابعہ

مشاجرات صحابۂ کرام

حضرت مرتضوی (امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

جنھوں نے مشاجرات و منازعات کیے

(اور اس حق مآب صائب الرائے کی رائے سے مختلف ہوئے اور ان اختلافات کے باعث، ان میں جو واقعات رونما ہوئے کہ ایک دوسرے کے مدمقابل آئے مثلاً جنگ جمل میں حضرت طلحہ و زبیر و صدیقہ عائشہ اور جنگ صفین میں حضرت امیر معاویہ بمقابلہ مولیٰ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

ہم اہلسنت ان میں حق، جانب جناب مولی (مانتے)

اور ان سب کو (مورد لغزش) بر غلط و خطا

اور حضرت اسد اللہی کو بدرجہا

ان سے اکمل و اعلیٰ جانتے ہیں

مگر بایں ہمہ بلحاظ احادیث مذکورہ

(کہ ان حضرات کے مناقب و فضائل میں مروی ہیں)

زبان طعن و تشنیع، ان دوسروں کے حق میں نہیں کھولتے

اور انھیں ان کے مراتب پر

جو ان کے لیے شرع میں ثابت ہوئے رکھتے ہیں۔

کسی کو کسی پر اپنی ہوائے نفس سے فضیلت نہیں دیتے۔

اور ان کے مشاجرات میں دخل اندازی کو حرام جانتے ہیں

اور ان کے اختلافات کو، ابو حنیفہ و شافعی جیسا اختلاف سمجھتے ہیں۔

تو ہم اہلسنت کے نزدیک، ان میں سے کسی ادنیٰ صحابی پر بھی طعن جائز نہیں

چہ جائیکہ اُمّ المومنین صدیقہ (عائشہ طیبہ طاہرہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کی جناب رفیع (اور بارگاہ وقیع) میں طعن کریں

حاش! یہ اللہ و رسول کی جناب میں گستاخی ہے

اللہ تعالیٰ ان کی تطہیر و برئیت

(یا کدامنی و عفت اور منافقین کی بہتان تراشی سے براءت)

میں آیات نازل فرمائے

اور ان پر تہمت دھرنے والوں کو وعیدیں عذاب الیم کی سنائے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم انھیں اپنی سب ازواج مطہرات میں زیادہ چاہیں

جہاں منہ رکھ کر عائشہ صدیقہ پانی پئیں

حضور اسی جگہ اپنا لب اقدس رکھ کر

وہیں سے پانی پئیں

یوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب ازواج (مطہرات، طیبات، طاہرات)

دنیا و آخرت میں، حضور ہی کی بیبیاں ہیں

مگر عائشہ سے محبت کا یہ عالم ہے کہ ان کے حق میں ارشاد ہوا۔

یہ حضور کی بی بی ہیں دنیا و آخرت میں

حضرت خیر النساء یعنی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم ہوا ہے کہ

فاطمہ تو مجھ سے محبت رکھتی ہے تو عائشہ سے بھی محبت رکھ

کہ میں اسے چاہتا ہوں

(چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سے فرمایا
اَیْ بُنَیَّتِہٖ ! اَلَسْتِ تُحِبِّیْنَ مَا اُحِبُّ ؟
فَقَالَتْ بَلٰی ۔ فَقَالَ اَحِبِّیْ ھٰذِہٖ ۔
پیاری بیٹی جس سے میں محبت کرتا ہوں کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی ؟
عرض کیا، بالکل ہی درست ہے (جسے آپ چاہیں میں ضرور اسے چاہوں گی)
فرمایا ۔ تب تو بھی عائشہ سے محبت رکھا کر ۔

سوال ہوا سب آدمیوں میں حضور کو محبوب کون ہیں ؟
جواب عطا ہوا "عائشہ"

وہ عائشہ صدیقہ بنت الصدیق، اُمُّ المؤمنین
جن کا محبوبۂ رب العالمین ہونا، آفتاب نیم روز سے روشن تر
وہ صدیقہ، جن کی تصویر بہشتی حریر میں
روح القدس، خدمت اقدس سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر لائیں
وہ اُمّ المؤمنین کہ جبریئل امین بآں فضل مبین، انھیں سلام کریں
اور ان کے کاشانۂ عزت وطہارت میں بے اذن لیے حاضر نہ ہوسکیں

نوٹ :۔ بریلی شریف سے شائع ہونے والے رسالہ میں مذکور کہ یہاں اصل میں بہت بیاض ہے ۔ درمیان میں کچھ ناتمام سطریں ہیں مناسبتِ مقام سے جو کچھ فہم قاصر میں آیا بنادیا ۱۲۔ اس فقیر نے ان اضافوں کو ، اصل عبارت سے ملاکر قوسین میں محدود کردیا ہے تاکہ اصل واضافہ میں امتیاز رہے اور ناظرین کو اس کا مطالعہ سہل ہو۔ اس میں غلطی ہو تو فقیر کی جانب منسوب کیا جائے محمد خلیل عفی عنہ

وہ صدیقہ کہ اللہ عزّوجل وحی نہ بھیجے، ان کے سوا کسی کے لحاف میں

وہ امّ المؤمنین کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم اگر کسی سفر میں،

بے ان کے تشریف لے جائیں ان کی یاد میں "واعروساہ" فرمائیں

وہ صدیقہ کہ یوسف صدیق علیہ الصلوٰۃ والسلام،

کی براءت و پاکدامنی کی شہادت، اہل زلیخا سے ایک بچہ ادا کرے

بتول مریم کی تطہیر و عفت ماں بی، روح اللہ کلمۃ اللہ فرمائیں

مگر ان کی براءت پاک طینتی، پاک دامانی و طہارت،

کی گواہی میں قرآن کریم کی آیات کریمہ نزول فرمائیں

وہ اُمّ المؤمنین کہ محبوب رب العالمین صلّی اللہ علیہ وسلّم

ان کے پانی پینے میں دیکھتے رہیں کہ کوزے میں،

کس جگہ لب مبارک رکھ کر پانی پیا ہے۔

حضور پر نور صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے لبِ مبارک و خدا پسند

وہیں رکھ کر پانی نوش فرمائیں

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلَيْهَا وَعَلٰى اَبِيْهَا وَبَارِكْ وَسَلَّمْ

آدمی اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھے اگر کوئی اس کی ماں کی توہین کرے اس پر بہتان اٹھائے یا اسے بُرا بھلا کہے تو اس کا کیسا دشمن ہو جائے گا اس کی صورت دیکھ کر آنکھوں میں خون اتر آئے گا اور مسلمانوں کی مائیں یوں بے قدر ہوں کہ کلمہ پڑھ کر ان پر طعن کریں تہمت دھریں اور مسلمان کے مسلمان بنے رہیں۔

(ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیّ العظیم)

اور زبیر و طلحہ ان سے بھی افضل

کہ عشرہ مبشرہ سے ہیں۔

وہ (یعنی زبیر بن العوام) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی

اور حواری (جاں باز، معاون و مددگار)

اور یہ (یعنی طلحہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کے لیے

سپر۔ دقت جان نثاری (جیسے ایک جاں نثار نڈر سپاہی و سرفروش محافظ)

رہے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو

ان کا درجہ ان سب کے بعد ہے

اور حضرت مولیٰ علی (مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ الاسنیٰ)

کے مقام رفیع (مراتب بلند و بالا)

و شان منیع (عظمت و منزلت محکم و اعلا)

تک تو ان سے وہ دور دراز منزلیں ہیں

جن میں ہزاروں ہزار، رہوار برق کردار

(ایسے کشادہ و فراخ قدم گھوڑے، جیسے بجلی کا کوندا)

صبا رفتار (ہوا سے بات کرنے والے تیز رو، تیز گام)

تھک رہیں اور قطع (مسافت) نہ کر سکیں۔

مگر فضل صحبت (و شرف صحابیت و فضل و شرف سعادت اور خدائی دین ہے۔

جس سے مسلمان آنکھ بند نہیں کر سکتے تو ان پر لعن طعن یا ان کی توہین تنقیص کیسے گوارا رکھیں اور کیسے سمجھ لیں کہ مولیٰ علی کے مقابلے میں انھوں نے جو کچھ کیا بربنائے نفسانیت تھا۔ صاحب ایمان مسلمان کے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہیں آسکتی۔

ھاں ایک بات کہتے ھیں اور ایمان لگی کہاتے ھیں کہ

ہم تو بحمد اللہ، سرکار اہلبیت (کرام)

کے غلامان خانہ زاد ہیں (اور موروثی خدمتگار، خدمت گزار)

ہمیں (امیر) معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کیا رشتہ
کہ خدانخواستہ، ان کی حمایت بے جا کریں
مگر ہاں اپنی سرکار کی طرفداری
(اور امر حق میں ان کی حمایت و پاسداری)
اور ان (حضرت امیر معاویہ) کا (خصوصًا)
الزام بدگوئیاں (اور دریدہ دہنوں، بدزبانوں کی تہمتوں)
سے بری رکھنا منظور رہے۔
کہ ہمارے شہزادہ اکبر حضرت سبط (اکبر حسن) مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے حسب بشارت اپنے جدّ امجد سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد اختتام مدّت (خلافت راشدہ کہ منہاج نبوّت پر تیس سال رہی اور سیّدنا
امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھ ماہ مدت خلافت پر ختم ہوئی)
عین معرکہ جنگ میں (ایک فوج جرار کی ہمراہی کے باوجود)
ہتھیار رکھ دیے (بالقصد والاختیار)
اور ملک (اور امور مسلمین کا انتظام و انصرام)
امیر معاویہ کو سپرد کردیا (اور ان کے ہاتھ پر بیعت اطاعت فرمالی)
اگر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ العیاذ باللہ
کافر یا فاسق فاجر یا ظالم جائر تھے
یا غاصب جابر تھے (ظلم وجور وجبر پہ کمربستہ)
تو الزام امام حسن پر آتا ہے
کہ انھوں نے کاروبار مسلمین وانتظام شرع ودین
باختیار خود (بلاجبر واکراہ بلاضرورت شرعیہ، باوجود مقدرت)

ایسے شخص کو تفویض فرما دیا (اور اس کی تحویل میں دے دیا)
اور خیر خواہی اسلام کو معاذ اللہ کام نہ فرمایا (اس سے ہاتھ اٹھالیا)
اگر مدت خلافت ختم ہو چکی تھی
اور آپ (خود) بادشاہت منظور نہیں فرماتے (تھے)
تو صحابہ حجاز میں کوئی اور
قابلیت نظم و نسق دین نہ رکھتا تھا
جو انھیں کو اختیار کیا (اور انھیں کے ہاتھ پر بیعت اطاعت کرلی)
حاش للہ
بلکہ یہ بات، خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے
کہ حضور نے اپنی پیش گوئی میں
ان کے اس فعل کو پسند فرمایا اور ان کی سیادت کا نتیجہ ٹھہرایا
کما فی صحیح البخاری

صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرمایا:۔
اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ
لَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ط
"(میرا یہ بیٹا سید ہے، سیادت کا علمبردار)
میں امید کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس کے باعث
دو بڑے گروہِ اسلام میں صلح کرا دے"۔
آیۂ کریمہ کا ارشاد ہے وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ
اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے کھینچ لیے۔

"جو دنیا میں ان کے درمیان تھے اور طبیعتوں میں جو کدورت وکشیدگی
تھی اسے رفق والفت سے بدل دیا اور ان میں آپس میں نہ باقی رہی مگر
مودت ومحبّت"۔

اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ آپ نے فرمایا کہ
"ان شاء اللہ تعالیٰ میں اور عثمان، اور طلحہ وزبیر ان میں سے ہیں
جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ نَزَعْنَا اٰلآیہ"

حضرت مولیٰ کے اس ارشاد کے **بعد بھی**، ان پر الزام دینا عقل وخرد سے جنگ ہے
مولیٰ علی سے جنگ ہے اور خدا اور رسول سے جنگ ہے۔ والعیاذ باللہ

جب کہ تاریخ کے اوراق، شاہدِ عادل ہیں کہ حضرت زبیرؓ کو جو نہی اپنی غلطی کا احساس
ہوا انھوں نے فوراً جنگ سے کنارہ کشی کرلی۔

اور حضرت طلحہؓ کے متعلق بھی روایات میں آتا ہے کہ انھوں نے اپنے ایک مددگار
کے ذریعے حضرت مولیٰ علی سے بیعت اطاعت کرلی تھی۔

اور تاریخ سے ان واقعات کو کون چھپا سکتا ہے کہ جنگِ جمل ختم ہونے کے
بعد حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ نے حضرت عائشہ کے برادر معظم محمد بن ابی بکر کو حکم دیا کہ وہ
جائیں اور دیکھیں کہ حضرت عائشہ کو خدانخواستہ کوئی زخم وغیرہ تو نہیں پہنچا۔

بلکہ بعجلت تمام خود بھی تشریف لے گئے اور پوچھا

" آپ کا مزاج کیسا ہے ؟"

انھوں نے جواب دیا" الحمد للہ اچھی ہوں"۔

مولیٰ علی نے فرمایا" اللہ تعالیٰ آپ کی بخشش فرمائے"۔

حضرت صدّیقہ نے جواب دیا" اور تمھاری بھی"۔

پھر مقتولین کی تجہیز وتکفین سے فارغ ہوکر، حضرت مولیٰ نے حضرت صدّیقہ کی

واپسی کا انتظام کیا اور پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ محمد بن ابی بکر کی نگرانی میں،
چالیس معزز عورتوں کے جھرمٹ میں ان کو جانب حجاز رخصت کیا
خود حضرت علی نے دور تک مشایعت کی، ہمراہ رہے۔
امام حسن میلوں تک ساتھ گئے۔
چلتے وقت حضرت صدیقہ نے، مجمع میں اقرار فرمایا کہ:۔
"مجھ کو علی سے نہ کسی قسم کی کدورت پہلے تھی اور نہ اب ہے ہاں ساس داماد (یا دیور بھاوج) میں کبھی کبھی جو بات ہو جایا کرتی ہے اس سے مجھے انکار نہیں"
حضرت علی نے یہ سن کر ارشاد فرمایا:۔
" لوگو! حضرت عائشہ سچ کہہ رہی ہیں خدا کی قسم مجھ میں اور ان میں، اس سے زیادہ اختلاف نہیں ہے، بہرحال خواہ کچھ ہو یہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں (اور اُمّ المؤمنین)
اللہ اللہ! ان یاران پیکر صدق وصفا میں
باہمی یہ رفق و مؤدت اور عزت و اکرام اور ایک دوسرے کے ساتھ یہ معاملہ تعظیم و احترام اور ان عقل سے بیگانوں اور نادان دوستوں کی حمایتِ علی کا یہ عالم کہ ان پر لعن طعن کو اپنا مذہب اور اپنا شعار بنائیں اور ان سے کدورت و دشمنی کو مولیٰ علی سے محبت و عقیدت ٹھہرائیں۔
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ
مسلمانان اہلسنت اپنا ایمان تازہ کرلیں اور سن رکھیں کہ
اگر صحابہ کرام کے دلوں میں کھوٹ، نیتوں میں فتور اور معاملات میں فتنہ و فساد، ہو تو
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ کے کوئی معنی ہی نہیں ہو سکتے۔

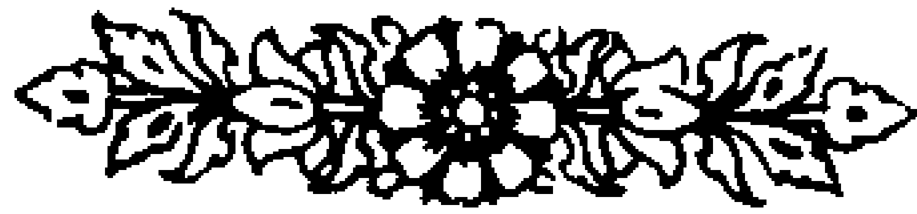
صحابہ کرام کے عنداللہ مرضی و پسندیدہ ہونے کے معنی یہی تو ہیں کہ وہ مولائے کریم ان کے ظاہر و باطن سے راضی ان کی نیتوں اور ما فی الضمیر سے خوش ہے اور ان کے اخلاق و اعمال بارگاہِ عزت میں پسندیدہ ہیں۔

اسی لیے ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ الآیۃ

"یعنی اللہ تعالیٰ نے تمھیں ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے تمھارے دلوں میں آراستہ کر دیا ہے اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمھیں ناگوار کر دی ہے"۔

اب جو کوئی اس کے خلاف کہے اپنا ایمان خراب کرے اور اپنی عاقبت برباد۔ والعیاذ باللہ۔



عقیدہ ثامنہ

امامت صدیق اکبرؓ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت مطلقہ کو امامت کبریٰ اور اس منصب عظیم پر فائز ہونے والے کو امام کہتے ہیں۔

امام المسلمین، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت سے، مسلمانوں کے تمام امور دینی و دنیوی میں حسب شرع، تصرّف عام کا اختیار رکھتا ہے اور غیر معصیت میں اس کی اطاعت تمام جہان کے مسلمانوں پر فرض ہوتی ہے۔

اس امام کے لیے مسلمان آزاد، عاقل، بالغ قادر، قرشی ہونا شرط ہے۔

ہاشمی علوی اور معصوم ہونا اس کی شرط نہیں۔

ان کا شرط کرنا، روافض کا مذہب ہے جس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ برحق امرائے مومنین، خلفائے ثلثہ، ابوبکر صدیق، و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلافت رسول سے جدا کر دیں۔

حالانکہ ان کی خلافتوں پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔

مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم و حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان کی خلافتیں تسلیم کیں۔

اور علویت کی شرط نے تو مولیٰ علی کو بھی خلیفہ ہونے سے خارج کر دیا۔

مولیٰ علی کیسے علوی ہو سکتے ہیں۔

رہی عصمت تو یہ انبیاء وملئکہ کا خاصہ ہے امام کا معصوم ہونا رافض کا مذہب ہے
(بہار شریعت)

ہم مسلمانان اہلسنت وجماعت کے نزدیک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (خلافت و
امامت صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
بالقطع التحقیق (قطعاً، یقیناً، تحقیقاً)
حقہ راشدہ ہے (ثابت ودرست، رشد وہدایت پر مبنی)
نہ غاصبہ جائرہ (کہ غصب یا جور وجبر سے حاصل کی گئی)
رحمت ورافت (مہربانی وشفقت)
حسن سیادت (بہتر ولائق تر امارت)
ولحاظ مصلحت (تمام مصلحتوں سے ملحوظ)
وحمایت ملت (شریعت کی حمایتوں سے معمور)
وپناہ امت سے مزین (آراستہ وپیراستہ)
اور عدل وداد (انصاف وبرابری)
وصدق وسداد (راستی ودرستی)
ورشد وارشاد (راست روی وحق نمائی)
وقطع فساد وقمع اہل ارتداد (مرتدین کی بیخ کنی)
سے محلیٰ (سنواری ہوئی)
اوّل تو تلویحات وتصریحات (روشن وصریح ارشادات)
سید الکائنات علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰت والتحیات)
اس بارے میں بہ کثرت وارد

دوسرے، خلافت اس جناب تقویٰ مآب کی
باجماع صحابہ واقع ہوئی۔

(اور آپ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تخت خلافت پر جلوس فرمانا
فرامین واحکام جاری کرنا، ممالک اسلامیہ کا نظم ونسق سنبھالنا
اور تمام امور مملکت ورزم وبزم کی باگیں اپنے دست حق پرست میں لینا، وہ
تاریخی واقعہ، مشہور ومتواتر، اظہر من الشمس ہے۔
جس سے دنیا میں، موافق مخالف
حتیٰ کہ نصاریٰ ویہود ومجوس وہنود
کسی کو انکار نہیں۔

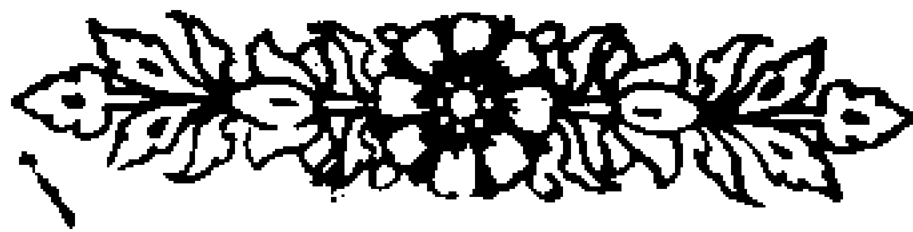
اور ان محبان خدا ونوابان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابدًا ابدا سے "شیعانِ
علی" کو زیادہ عداوت کا مبنیٰ یہی ہے کہ ان کے زعم باطل میں استحقاق خلافت حضرت
مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ میں منحصر تھا۔
جب بحکمِ الٰہی خلافت راشدہ، اول ان تین سرداران مومنین کو پہنچی روافض نے
انھیں معاذ اللہ، مولیٰ علی کا حق چھیننے والا اور ان کی خلافت وامامت کو غاصبہ
جائرہ ٹھہرایا۔

اتنا ہی نہیں بلکہ تقیہ شقیہ کی تہمت کی بدولت
حضرت اسد اللہ غالب کو عیاذاً باللہ
سخت نامرد وبزدل وتارک حق ومطیع باطل ٹھہرایا۔ ع
دوستی بے خرداں دشمنی ست

(الغرض آپ کی امامت وخلافت پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے)

اور باطل پر اجماع امت

خصوصًا اصحاب حضرت رسالت علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتحیۃ
کا ممکن نہیں
اور مان لیا جائے تو غصب وظلم پر اتفاق سے عیاذًا باللہ سب فسّاق ہوئے
اور یہی لوگ حاملان قرآنِ مبین وراویان دین متین ہیں
جو انھیں فاسق بتائے اپنے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک
دوسرا سلسلہ پیدا کرے یا ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے ۔
اسی طرح ، ان کے بعد، خلافت فاروق پھر امامت ذی النورین، پھر
جلوہ فرمائی ابوالحسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ۔



عقیدہ تاسعہ ۹

ضروریاتِ دین

نصوص قرآنیہ (اپنی مراد پر واضح آیات فرقانیہ)

واحادیثِ مشہورہ متواترہ (شہرت اور تواتر سے موید)

واجماع امت مرحومہ مبارکہ

(کہ یہ قصرِ شریعت کے اساسی ستون ہیں اور شبہات وتاویلات سے پاک

ان میں سے ہر دلیل، قطعی یقینی واجب الاذعان اور ثبوت، ان)

سے جو کچھ درباره الوہیت (ذات وصفات باری تعالیٰ)

ورسالت (ونبوت انبیاء ومرسلین، وحی رب العالمین)

(وکتب سماوی، وملئکہ وجنّ ولبعث وحشر ونشر وقیام قیامت، قضاوقدر)

وما کان وما یکون (جملہ ضروریات دین)

ثابت (اور ان دلائل قطعیہ سے مدلل، ان براہین واضحہ سے مبرہن)

سب حق ہے اور ہم سب پر ایمان لائے

جنت اور اس کے جانفزا احوال

(کہ لا عین رأت ولا اُذُنٌ سَمِعَتْ ولا خطر ببال اَحَدٍ (وہ عظیم نعمتیں وہ نعیم عظمتیں

اور جان ودل کو مرغوب ومطلوب وہ لذتیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا،

اور نہ کسی کے دل پر ان کا خطرہ گذرا)

دوزخ اور اس کے جاں گزا حالات

(کہ وہ ہر تکلیف واذیت جو ادراک کی جائے اور تصوّر میں لائی جائے، ایک ادنیٰ حِصّہ ہے اس کے بے انتہا عذاب کا، والعیاذ باللہ)

قبر کے نعیم وعذاب

(کہ وہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا)

منکر ونکیر سے سوال وجواب

روز قیامت حساب وکتاب

و وزنِ اعمال (جس کی حقیقت اللہ جانے اور اس کا رسول)

وکوثر (کہ میدان حشر کا ایک حوض ہے اور جنّت کا طویل وعریض چشمہ)

وصراط (بال سے زیادہ باریک، تلوار سے زیادہ تیز، پشت جہنم پر ایک پُل)

وشفاعۃ عصاۃ اہل کبائر

(یعنی گناہگارانِ امت مرحومہ کہ کبیرہ گناہوں میں ملوّث رہے ان کیلیے سوالِ بخشش)

اور اس کے سبب اہل کبائر کی نجات

الیٰ غیر ذلک من الواردات

سب حق (ہے اور سب ضروری القبول)

جبر وقدر باطل (اپنے آپ کو مجبور محض یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی)

وَلٰکِنْ اَمْرٌ بَیْنَ اَمْرَیْنِ

(اختیار مطلق اور جبر محض کے بَین بین راہ سلامتی اور اس میں زیادہ غور وفکر سبب ہلاکت، صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے ما وشما کس گنتی میں)

جو بات ہماری عقل میں نہیں آتی۔

(اس میں خواہ مخواہ نہیں الجھتے اور اپنی اندھی اوندھی عقل کے گھوڑے نہیں
دوڑاتے بلکہ)

اس کو موکول بخدا کرتے

(اللہ عزوجل کو سونپتے کہ واللہ اعلم بالصواب)

اور اپنا نصیبہ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا

(بناتے ہیں کہ سب کچھ حق کی جانب سے ہے سب حق ہے اور سب پر ہمار
ایمان ہے)

مصطفٰے اندرمیاں آنگہ کہ می گوید بعقل
آفتاب اندرجہاں آنگہ کہ می جوید سہا

قال الرضا ؎

عرش پہ جا کے مرغ عقل تھک کے گرا، غش آگیا
اور ابھی منزلوں پرے، پہلا ہی آستان ہے

یاد رکھنا چاہیے کہ

وحی الٰہی کا نزول، کتب آسمانی کی تنزیل، جن و ملئکہ، قیامت و بعث، حشر و
نشر، حساب وکتاب، ثواب وعذاب اور جنت و دوزخ کے وہی معنی ہیں جو مسلمانوں
میں مشہور ہیں اور جن پر صدرِ اسلام سے اب تک چودہ سو سال کے کافہ مسلمین و
مومنین دوسرے ضروریات دین کی طرح ایمان رکھتے چلے آرہے ہیں مسلمانوں
میں مشہور ہیں۔

جو شخص ان چیزوں کو تو حق کہے اور ان لفظوں کا تو اقرار کرے مگر ان کے نئے
معنی گھڑے مثلاً یوں کہے کہ جنت و دوزخ و حشر و نشر و ثواب و عذاب سے ایسے معنی

مراد ہیں جو ان کے ظاہر الفاظ سے سمجھ میں نہیں آتے یعنی ثواب کے معنی اپنے حسنات کو دیکھ کر خوش ہونا اور عذاب، اپنے بُرے اعمال کو دیکھ کر غمگین ہونا ہیں۔ یا یہ کہ وہ روحانی لذتیں اور باطنی معنی ہیں وہ یقینًا کافر ہے کیونکہ ان امور پر قرآن پاک اور حدیث شریف میں کھلے ہوئے روشن ارشادات موجود ہیں یونہی یہ کہنا بھی یقینًا کفر ہے کہ پیغمبروں نے اپنی اپنی امتوں کے سامنے جو کلام، کلام الٰہی بتا کر پیش کیا وہ ہرگز کلام الٰہی نہ تھا بلکہ وہ سب انھیں پیغمبروں کے دلوں کے خیالات تھے جو فوارے کے پانی کی طرح انھیں کے قلوب سے جوش مار کر نکلے اور پھر انھیں کے دلوں پر نازل ہو گئے۔

یونہیں یہ کہنا کہ نہ دوزخ میں سانپ بچھو اور زنجیریں ہیں اور نہ وہ عذاب، جن کا ذکر مسلمانوں میں رائج ہے نہ دوزخ کا کوئی وجود خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے جو کلفت روح کو ہوئی تھی بس اسی روحانی اذیت کا اعلیٰ درجہ پر محسوس ہونا اسی کا نام دوزخ اور جہنم ہیں یہ سب کفر قطعی ہے۔

یونہیں یہ سمجھنا کہ نہ جنت میں میوے ہیں نہ باغ نہ محل ہیں، نہ نہریں ہیں، نہ حوریں ہیں، نہ غلمان ہیں نہ جنت کا کوئی وجود خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی جو راحت روح کو ہوئی تھی بس اسی روحانی راحت کا اعلیٰ درجہ پر حاصل ہونا اسی کا نام جنّت ہے یہ بھی قطعًا یقینًا کفر ہے۔

یونہیں یہ کہنا کہ اللہ عزّوجل نے قرآن عظیم میں جن فرشتوں کا ذکر فرمایا ہے، نہ ان کا کوئی اصل وجود ہے نہ ان کا موجود ہونا ممکن ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہر ہر مخلوق میں جو مختلف قسم کی قوتیں رکھی ہیں جیسے پہاڑوں کی سختی، پانی کی روانی، نباتات کی فزونی، بس انھیں قوتوں کا نام فرشتہ ہے انسان میں جو نیکی کرنے کی قوتیں ہیں بس وہی اس کے فرشتے ہیں یہ بھی بالقطع والیقین کفر ہے۔

یونہیں جن وشیاطین کے وجود کا انکار اور بدی کی قوت کا نام، جن یا شیطان

رکھنا کفر ہے اور ایسے اقوال کے قائل یقیناً کافر اور اسلامی برادری سے خارج ہیں

فائدہ جلیلہ :۔ مانی ہوئی باتیں چار قسم ہوتی ہیں۔

۱۔ ضروریات دین :۔

ان کا ثبوت قرآن عظیم یا حدیث متواتر، یا اجماع قطعی قطعیات الدلالات، واضحۃ الافادات سے ہوتا ہے جن میں نہ شبہے کی گنجائش نہ تاویل کو راہ۔
اور ان کا منکر یا ان میں باطل تاویلات کا مرتکب کافر ہوتا ہے۔

۲۔ ضروریات مذہب اہلسنت وجماعت :۔

ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے مگر ان کے قطعی الثبوت ہونے میں ایک نوع شبہ اور تاویل کا احتمال ہوتا ہے اسی لیے ان کا منکر کافر نہیں بلکہ گمراہ بدمذہب، بددین کہلاتا ہے۔

۳۔ ثابتات محکمہ :۔

ان کے ثبوت کو دلیل ظنی کافی، جب کہ اس کا مفاد اکبر رائے ہو کہ جانب خلاف کو مطروح ومضمحل اور التفات خاص کے ناقابل بنادے۔ اس کے ثبوت کے لیے حدیث احاد، صحیح یا حسن کافی اور قول، سواد اعظم وجمہور علماء کا سند وانّ
فَاِنّ ید اللہ علی الجماعۃ
ان کا منکر وضوح امر کے بعد خاطی وآثم خطار کار وگناہ گار قرار پاتا ہے، نہ بددین وگمراہ نہ کافر وخارج از اسلام۔

۴۔ ظنیات محتملہ :۔

ان کے ثبوت کے لیے ایسی دلیل ظنی بھی کافی، جس نے جانب خلاف کے لیے بھی گنجائش رکھی ہو۔ ان کے منکر کو صرف مخطی وقصوروار کہا جائے گا نہ گناہ گار، چہ جائیکہ گمراہ، چہ جائیکہ کافر۔

ان میں سے ہر بات :۔ اپنے ہی مرتبے کی دلیل چاہتی ہے جو فرق مراتب نہ کرے اور ایک مرتبے کی بات کو، اس سے اعلیٰ درجہ کی دلیل مانگے وہ جاہل بیوقوف ہے یا مکار فیلسوف۔ ؏

ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد

اور ؏ گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

اور بالخصوص قرآن عظیم بلکہ حدیث ہی میں تصریح صریح ہونے کی تو اصلاً ضرورت نہیں حتیٰ کہ مرتبہ اعلیٰ اعنی ضروریات دین میں بھی۔

بہت باتیں ضروریات دین سے ہیں جن کا منکر یقیناً کافر مگر بالتصریح ان کا ذکر آیات واحادیث میں نہیں۔ مثلاً باری عزوجل کا جہل محال ہونا۔

قرآن عظیم میں اللہ عزوجل کے علم واحاطہ علم کا لاکھ جگہ ذکر ہے مگر امتناع وامکان کی بحث کہیں نہیں پھر کیا جو شخص کہے کہ واقع میں تو بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ کوئی ذرہ اس کے علم سے چھپا نہیں۔

مگر ممکن ہے کہ جاہل ہو جائے تو کیا وہ کافر نہ ہوگا کہ اس کے امر ان کا سلب صریح قرآن میں مذکور نہیں۔ حاش للہ۔ ضرور کافر ہے اور جو سے کافر نہ کہے خود کافر، تو جب ضروریات دین ہی کے ہر جزئیہ کی تصریح صریح، قرآن وحدیث میں ضرور نہیں تو ان سے اتر کر اور کسی درجے کی بات پر یہ مڑ چڑاپن کہ ہمیں تو قرآن ہی میں دکھاؤ ورنہ ہم نہ مانیں گے

نری جہالت ہے یا صریح ضلالت ۔

مگر جنون و تعصب کا علاج کسی کے پاس نہیں ۔

تو خوب کان کھول کر سن لو اور لوحِ دِل پر نقش کر رکھو کہ جسے کہتا سنو، ہم
اماموں کا قول نہیں جانتے ہمیں تو قرآن و حدیث چاہیے جان لو کہ یہ گمراہ ہے، ا
جسے کہتا سنو کہ ہم حدیث نہیں جانتے ہمیں صرف قرآن درکار ہے سمجھ لو کہ یہ بد د
دین خدا کا بدخواہ ہے ۔

مسلمانو! تم ان گمراہوں کی ایک نہ سنو اور جب تمھیں قرآن میں شبہ ڈال
تم حدیث کی پناہ لو۔ اگر حدیث میں این و آں نکالیں تم ائمہ دین کا دامن پکڑو، ا
درجے پر آکر حق و باطل صاف کھل جائے گا اور ان گمراہوں کا اڑایا ہوا سارا غبار، حق
کے برستے ہوئے بادلوں سے دھل جائے گا اور اس وقت یہ ضال، مضل طائفے بھا
نظر آئیں گے ۔ کَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ط

(الصارم الربانی ملخصاً)



عقیدۂ عاشرہ ۱۰

شریعت وطریقت

شریعت وطریقت، دو راہیں متبائن نہیں

(کہ ایک دوسرے سے جدا اور ایک دوسرے کے خلاف ہوں)

بلکہ بے اتباع شریعت، خدا تک وصول محال

شریعت تمام احکام جسم وجان وروح وقلب، وجملہ علوم الہیّہ و معارف نامتناہیہ کو جامع ہے جن میں سے ایک ایک ٹکڑے کا نام طریقت و معرفت ہے ولہذا باجماع قطعی، جملہ اولیائے کرام کے تمام حقائق کو شریعت مطہرہ پر عرض کرنا فرض ہے اگر شریعت کے مطابق ہوں، حق ومقبول ہیں ورنہ مردود ومخذول (مطرود ونامقبول)

تو یقیناً قطعاً شریعت ہی اصل کار ہے، شریعت ہی مناط ومدار ہے شریعت ہی محک ومعیار ہے اور حق وباطل کے پرکھنے کی کسوٹی۔

شریعت راہ کو کہتے ہیں اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کا ترجمہ ہے محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی راہ۔ اور یہ قطعاً عام ومطلق ہے نہ کہ صرف چند احکام جسمانی سے خاص

یہی وہ راہ ہے کہ پانچوں وقت، ہر نماز بلکہ ہر رکعت میں اس کا مانگنا اور اس پر استقامت کی دعا کرنا ہر مسلمان پر واجب فرمایا ہے کہ "اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ"

ہم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر چلا، ان کی شریعت پر ثابت قدم رکھ

یونہیں ، طریق ، طریقہ ، طریقت راہ کو کہتے ہیں نہ کہ پہنچ جانے کو

تو یقیناً طریقت بھی راہ ہی کا نام ہے اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو بشہادت

قرآن عظیم خدا تک نہ پہنچائے گی بلکہ شیطان تک ۔

جنت تک نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں

کہ شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآنِ عظیم باطل و مردود فرما چکا ۔

لاجرم ضرور ہوا کہ طریقت یہی شریعت ہے اسی راہ روشن کا ٹکڑا ہے ۔

اس کا اس سے جُدا ہونا محال و نا سزا ہے ۔

جو اسے شریعت سے جُدا جانتا ہے اسے راہ خدا سے توڑ کر راہ ابلیس مانتا ہے

مگر حاشا ، طریقت حقہ راہ ابلیس نہیں قطعاً راہِ خدا ہے)

نہ بندہ کسی وقت ، کیسی ہی ریاضات و مجاہدات بجالائے

(کیسی ہی ریاضتوں ، مجاہدوں اور چلہ کشیوں میں وقت گزارا جائے)

اس رتبہ تک پہنچے کہ

تکالیف شرع (شریعت مطہرہ کے فرامین و احکامِ امر و نہی)

اس سے ساقط ہو جائیں

اور اسے اسپ بے لگام و شتر بے زمام کر کے چھوڑ دیا جائے

(قرآن عظیم میں فرمایا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ)

بے شک اسی سیدھی راہ پر میرا رب ملتا ہے

اور فرمایا وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ الآیۃ

شروع رکوع سے احکام شریعت بیان کر کے فرماتا ہے اور اے محبوب تم فرماد

کہ یہ شریعت میری سیدھی راہ ہے تو اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور راستوں کے

نہ لگ جاؤ کہ وہ تمھیں خدا کی راہ سے جدا کردیں گے“

دیکھو قرآن عظیم نے صاف فرمادیا کہ شریعت ہی صرف وہ راہ ہے جس کا منتہا اللہ ہے۔ اور جس سے وصول الی اللہ ہے۔ اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا اللہ کی راہ سے دور پڑے گا“۔

طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے، شریعت ہی کے اتباع کا صدقہ ہے ورنہ بے اتباعِ شرع، بڑے بڑے کشف، راہبوں، جوگیوں، سنیاسیوں کو دیے جاتے ہیں۔ پھر وہ کہاں تک لے جاتے ہیں اسی نارِ جحیم و عذاب الیم تک پہنچاتے ہیں (قال الحرفاء)

صوفی وہ ہے کہ اپنے ہوا (اپنی خواہشوں، اپنی مرادوں)

کو تابع شرع کرے (بے اتباع شرع کسی خواہش پر نہ لگے)

نہ وہ کہ ہوا (و ہوس اور نفسانی خواہشوں)

کی خاطر، شرع سے دست بردار ہو (اور اتباعِ شریعت سے آزاد)

شریعت غذا ہے اور طریقت قوت

جب غذا ترک کی جائے گی قوت آپ زوال پائے گی

شریعت آئینہ ہے اور طریقت نظر (اور)

آنکھ پھوٹ کر نظر (کا باقی رہنا) غیر متصور

(عقل سلیم قبول نہیں کرتی تو شریعت مطہرہ میں کب مقبول و معتبر)

بعد از وصول (منزل)

اگر اتباع شریعت سے بے پروائی ہوتی

(اور احکام شرع کا اتباع لازم و ضروری نہ رہتا یا بندہ اس میں مختار ہوتا)

تو سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور

امام الواصلین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

اس کے ساتھ احق ہوتے

(اور ترک بندگی و اتباع شرع کے باب میں سب سے مقدم و پیش رفت)

نہیں (یہ بات نہیں اور ہرگز نہیں)

بلکہ جس قدر قرب (حق) زیادہ ہوتا ہے

شرع کی باگیں اور زیادہ سخت ہوتی جاتی ہیں (کہ)

حسنات الابرار سیئات المقربین ؎

نزدیکاں را بیش بود حیرانی

اور ؎ جن کے رتبے ہیں سوا، ان کو سوا مشکل ہے

آخر نہ دیکھا کہ سید المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات، رات بھر عبادات و نوافل میں مشغول اور کار اُمت کے لیے گریاں وملول رہتے

نماز پنجگانہ تو حضور پر فرض تھی ہی نماز تہجد کا ادا کرنا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لازم بلکہ فرض قرار دیا گیا جب کہ امت کے لیے وہی سنت کی سنت ہے۔

حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا گیا کہ کچھ لوگ زعم کرتے ہیں کہ احکام شریعت تو وصول کا ذریعہ تھے اور ہم واصل ہو گئے یعنی اب ہمیں شریعت کی کیا حاجت؟

فرمایا وہ سچ کہتے ہیں، واصل ضرور ہوئے، مگر کہاں تک؟ جہنم تک چور اور زانی ایسے عقیدے والوں سے بہتر ہیں میں اگر ہزار برس جیوں تو فرائض و واجبات تو بڑی چیز ہیں۔ جو نوافل و مستحبات مقرر کر دیے ہیں بے عذر شرعی ان میں کچھ کم نہ کروں"۔

۔ تو خلق پر تمام راستے بند ہیں مگر وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانِ قدم کی پیروی کرے۔ ۵

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید

توہین شریعت کفر
(اور علمائے دین متین کو سب وشتم، آخرت میں فضیحت ورسوائی کا موجب)
اور اس کے دائرہ سے خروج، فسق (ونا فرمانی)
صوفی (تقویٰ شعار) صادق (العمل)
عالم سنی صحیح العقیدہ پر خدا ورسول کے فرمان (واجب الاذعان کے مطابق)
ہمیشہ یہ عقیدت رکھتا ہے کہ (یہاں اصل میں بیاض ہے)
(علمائے شرع مبین وارثان خاتم النبیین ہیں اور علوم شریعت کے نگہبان و علمبردار۔ تو ان کی تعظیم وتکریم، صاحب شریعت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم ہے اور اس پر دین کا مدار)
اور عالم متدین، خدا طلب
(خداپرست، خداترس، خدا آگاہ)
ہمیشہ صوفی سے (یہاں اصل میں بیاض ہے)
(بتواضع وانکسار پیش آئے گا کہ وہ حق آگاہ اور حق کی پناہ میں ہے)
اور اسے اپنے سے افضل واکمل جانے گا (کہ وہ دنیاوی آلائشوں سے پاک ہے)
جو اعمال اس (صوفی صافی، حق پرست وحق آگاہ) کے
اس کی نظر میں قانون تقویٰ سے باہر نظر آئیں گے
(ان سے صرف نظر کرکے معاملہ، عالم الغیب والشہادۃ پر چھوڑے گا مصداق)

ایکہ حمال عیب خویشتنید
طعنہ بر عیب دیگراں مکنید

اے اللہ! سب کو ہدایت اور
اس پر ثبات واستقامت (ثابت قدمی)
اور اپنے محبوبوں اور سچے پکّے عقیدوں پر
جہانِ گزران سے اٹھا۔ آمین یا ارحم الراحمین

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَاِلَیْکَ الْمُشْتَکٰی وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم
وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی الْحَبِیْبِ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ
وَصَحْبِہِ الطَّاھِرِیْنَ اَجْمَعِیْنَ

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

العبد
محمد خلیل خان القادری البرکاتی المارہری عفی عنہ
دارالعلوم "احسن البرکات" (ٹرسٹ)
حیدرآباد۔ پاکستان
۱۲ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۷ مئی ۱۹۸۱ء



وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

موت کے بعد روحوں کی زندگی کا ثبوت

جامع مکمل اور مستند کتاب

حیات الموات فی بیان سماع الاموات

روحوں کی دنیا

تصنیف اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی فاضل بریلوی

قیمت /۳۰ روپے

فرید بک سٹال ۳۸ اردو بازار لاہور

منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین

۱۳۰۱ھ

انگوٹھے چومے

اعلیحضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ

قیمت /۱۵ روپے

فرید بک سٹال ۳۸ اردو بازار لاہور۲

تجلی الیقین

بان نبینا سید المرسلین

اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

قیمت ۹/ روپے

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعلیٰحضرت عظیم البرکت اور دیگر اکابر اہل سنّت کے مجموعۂ عملیات

کا لاجواب انتخاب

یعنی

شمعِ شبستانِ رضا

مکمل چار حصّے

مرتبہ

اقبال احمد نوری

قیمت ڈسٹ کور/ ۳۳ روپے

قیمت فوم جلد / ۳۶ روپے

رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز، لاہور

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی (کرنا) چاہتا ہے اسے دین کی فقہ (سمجھ) عطا فرماتا ہے

سُنّی بہشتی زیور (کامل)

جلد اوّل

(حصہ اوّل تا پنجم)

خلیلِ ملّت حضرت علّامہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی قدس سرہٗ

قیمت ۴۲/ روپے

الناشر

فرید بُک سٹال

۴۰۔ اُردو بازار، لاہور ۲ فون نمبر ۳۱۲۱۷۳

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّہْہُ فِی الدِّیْنِ

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی (کرنا) چاہتا ہے اسے دین کی فقہ (سمجھ) عطا فرماتا ہے

سُنّی بہشتی زیور (کامل)

جلد دوم

(حصہ ششم تا نہم)

خلیلِ ملّت حضرت علّامہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی قدس سرہٗ

قیمت /۲۷ روپے

فرید بُک سٹال

۴۰۔ اُردو بازار، لاہور۲ فون نمبر ۳۱۲۱۷۳

